www.Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

محسوس کیا تم کو تو گیلی ہوئیں پلکیں
بھیگے ہوئے موسم کی ادا تم تو نہیں ہو
ان اجنبی راہوں میں نہیں کوئی بھی میرا
کس نے یوں مجھے اپنا کہا، تم تو نہیں ہو

وہ موسم گرما کی ایک خوش گوار رات تھی جب چاند اپنا پرنور چہرہ لیے اپنی مکمل چاندنی کے ہمراہ پورے عالم میں مٹرگشت کرنے میں مصروف تھا' اونچے اونچے ناریل کے درختوں میں گھرا ساحل کنارے واقع وہ محل نما سفید سنگ مرمر کا گھر جو اپنے ماتھے پر سیاہ حرفوں سے سجی "شاہ ولا" کی تختی لگائے اپنے مکینوں کے سارے رازوں کو اپنے سینے میں دبائے بڑی شان سے کھڑا اس وقت بھی گھر میں پیدا ہونے والی تازہ ترین سازش کو انگڑائی لیتا دیکھ رہا تھا۔

چاند کی چاندنی سے چمکتی سمندر کی سطح اور اس کی تیز و تند لہریں ماحول کو جہاں سحر انگیز بنائے دے رہی تھیں وہیں جھینگر کی خاموش فضاؤں میں بکھیرتی موسیقی پراسراریت بکھیر رہی تھی۔ شاہ ولا جس کے اردگرد کا باغیچہ روشن اور عمارت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی' یقیناً اپنے مکینوں کے نرم و گرم بستروں میں دبکے ائیر کنڈیشن کی خنکی کے زیر اثر خواب خرگوش کے مزے لینے کی گواہی دے رہا تھا' پر وہیں ایک کھڑکی سے روشنی جھلک رہی تھی۔ کھڑکی پہ پڑے نفیس و دبیز پردے درمیان سے ایک خوب صورت ڈوری سے بندھے تھے اور ان دو پردوں کے بیچ کے خلاء کو ایک نیٹ کے گلابی رنگ کے پردے نے پر کر رکھا تھا اور اسی نیٹ کے پردے سے سنہری مدھم روشنی چھلکتی باہر آرہی تھی۔ کمرے کا منظر واضح تھا' وہ چار نفوس ایک گول میز کے گرد بیٹھے سرگوشیوں میں مصروف تھے۔ ان کے چہرے پر کبھی فکرمندی' تو کبھی دانش مندی تو کبھی تشویش ناک بادل رقصاں ہوتے' انداز یوں تھا جیسے سب سے چھپ کر کمرے میں بیٹھے ہوں' اچانک کمرے کے بند دروازے پر ہونے والی دستک نے ان سب کو چونکنے پر مجبور کردیا' تبھی ان میں سے دراز قد والی لڑکی اپنی جگہ سے اٹھی اور دھیرے دھیرے چوکنے انداز میں دروازے کی جانب بڑھنے لگی' اس کی پشت پہ فش ٹیل چوٹی کسی ناگن کی طرح لہرا رہی تھی۔ کمرے میں اس وقت خاموشی کا راج تھا' دروازہ بہت آہستگی سے کھولا گیا تھا۔ آنے والی شخصیت کو دیکھ کر ان سب کے چہروں پر اطمینان پھیل گیا تھا۔ وہ شخصیت پروقار انداز میں اب گول میز کی جانب بڑھ رہی تھی۔ دراز قد ناگن جیسی بل کھاتی چوٹی رکھنے والی لڑکی نے دروازہ دھیرے سے بند کردیا تھا۔ پروقار شخصیت کے نشست پر براجمان ہوتے ہی گفتگو کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا تھا۔

چاندنی میں بھیگی رات رفتہ رفتہ سحر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"ہونہہ! تو یہ ہے وہ لڑکی جس نے میرے بیٹے کی راتوں کی نیندیں چرالی ہیں۔" آسمانی رنگ کی ڈھیلی سی شرٹ میں ملبوس' کندھوں سے نیچے آتے گھیرے بھورے بالوں کو بینڈ میں جکڑے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو سکیڑ کر اسکرین کی تصویر میں موجود اس لڑکی کا بغور معائنہ کرتے ہوئے وہ معنی خیز انداز میں بولیں تو بابر کے چہرے پر شرمگین مسکراہٹ سج گئی۔

"جی ماما! یہی ہیں وہ محترمہ۔" کتنے دنوں سے وہ اس لڑکی کے عشق میں گرفتار تھا اور پھر بالآخر اس نے اپنی ماما کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس لڑکی کے بارے میں بتا ہی دیا اور تب سے وہ اس سے ضد لگائے بیٹھی تھیں کہ اس کی تصویر دکھائے اور آج ان کی ضد سے ہار مانتے ہوئے وہ انہیں تصویر دکھانے پر راضی ہوگیا تھا۔

"پر بیٹا جی رشتہ ہوگا کیسے؟ اپنے دوست کو کہو گے کیا' کہ تمہاری کزن پہ دل آ گیا ہے۔ دوست نے اسی وقت تمہیں اپنی دوستی سے عاق کردینا ہے۔" ماما نے تصویر کا دوسرا رخ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ کتنی بھرپور ہنسی تھی اس کی ایک لمحے کو ماما بھی بناء پلک جھپکے اسے دیکھتی رہ گئیں۔

"آپ بھی نا ماما' میں کیوں کچھ کہوں گا اسے' آپ کس مرض کی دوا ہیں ماما جانی۔" وہ بڑے پیار سے ان کے گرد بانہیں ڈالتے ہوئے بولا تو بیٹے کی چالاکی پہ وہ بے اختیار مسکرادیں۔

"واہ بھئی واہ بالا ہی بالا سارے منصوبے بنائے بیٹھے ہوتم تو...... ابھی تو میں نے صرف لڑکی کی ہی تصویر دیکھی ہے' ابھی تو گھر والوں کو دیکھنا باقی ہے' مسٹر دل پھینک عاشق۔" اب بیٹے کو تھوڑا تنگ کرنا تو بنتا تھا ناں۔

"آپ کی یہ خواہش بھی سرآنکھوں پر والدہ ماجدہ صاحبہ' گھر والوں کی تصویر بھی ابھی دکھائے دیتا ہوں۔" وہ بھی انہی کا بیٹا تھا کیسے ممکن تھا کہ ہار مان لیتا' جھٹ سے تصویروں کی البم کھول کر مزید تصویریں دیکھنے لگا۔ دراصل وہ اپنے عزیز دوست کی پروفائل میں گھسا ہوا تھا' چند ماہ پہلے اس کے دوست نے فیس بک پر اپنی فیملی تقریب کی کچھ تصاویر لگائیں تھیں۔ انہی تصاویر میں اس نے اس حسینہ کو دیکھا تھا' تیکھے تیکھے نقوش والی لڑکیاں عموماً مغرور سی لگتیں ہیں مگر وہ تیکھے نقوش کے باوجود انتہائی معصوم سی لگی تھی۔ وہ تو دل پھینک تھا نہ ہی لڑکیوں سے فوری طور پر متاثر ہونے والا پر دنیا میں کوئی ایک چہرہ تو ایسا ہوتا ہے جو آپ کے دل کو اپنے سحر میں بری طرح جکڑ لیتا ہے اور پھر دل اس چہرے کا بے دام غلام بن کر رہ جاتا ہے...... سو بابر کا دل بھی یونہی بے دام غلام بن گیا تھا۔

"ویسے ماما آپ کو کیسی لگی میری پسند؟" اسکرین پر تصویروں کو ڈھونڈتے ہوئے اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں!" ماما نے بے پروا بنتے ہوئے کہا تو وہ مسکرادیا۔ بابر کو پتا نہیں تھا کہ ماما کی نظروں نے پہلے ہی پسندیدگی کی سند اس لڑکی کو بخش دی تھی' اسے اس کی مطلوبہ تصویر مل گئی اور اب اسے وہ کھول رہا تھا۔ ماما بڑے اشتیاق کے عالم میں اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھیں۔ تصویر سامنے آ چکی تھی۔

"یہ دیکھیں ماما...... یہ ہے میرا سب سے پیارا دوست...... یہ اس کے والد' یہ چاچا یعنی آپ کے ہونے والے سمدھی جی اور یہ...... یہ اس کی دادی' اور یہ ہیں اس کی......" وہ اپنی دھن میں سب سے تعارف کراتا جیسے ہی ماما کی طرف دیکھا' ایک پل کو گھبرا گیا' اس کی ماما کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا' آنکھیں پھٹی پھٹی سی اسکرین پر جمی تھیں' جن میں آنسو کے ننھے شفاف قطرے آ ٹھہرے تھے' زبان جیسے بولنا بھول گئی تھی۔ وہ پریشان سا ان کا کندھا ہلانے لگا۔

"ماما کیا ہوا...... آپ ٹھیک تو ہیں؟" وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا' پر ماما تو جیسے ایک سنگی مجسمہ بن چکی تھیں۔ نہ لب ملتے نہ پلکیں جھپکیں' بس آنسو کے قطرے لڑھک کر لبوں پر آ ٹھہرے' حقیقت یہ ہے کہ انسان جتنا بھی مضبوط بن جائے' اس کی ذات میں کوئی نہ کوئی غم ایسا ضرور ہوتا ہے جو یاد آنے پر آنسو بن کر آنکھوں میں ٹھہر جاتا ہے......!

⊙......☾......⊙

کہتے ہیں جب اللہ حسن دیتا ہے تو نزاکت آ ہی جاتی ہے' پر آج کل کے زمانے میں صرف نزاکت نہیں بلکہ ساتھ ساتھ غرور و تکبر آنا بھی عام سی بات بن گی ہے' حسن و معصومیت کا امتزاج ہو یا حسن و ذہانت کا' روحیل آفندی نے حسن کے یہ دونوں ہی رنگ' بہت دیکھے تھے پر آج تک کسی سے متاثر ہو کر دل گروی نہیں رکھا تھا۔ پر جب سے اس نے اس لڑکی کو دیکھا تھا اس کے اردگرد خطرے کی گھنٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بجنے لگی تھی۔ وہ صرف حسن میں ہی نہیں سیرت میں بھی کمال رکھتی تھی‘ اس کی بڑی بڑی سرمئی آنکھوں میں ذہانت جھلکتی‘ اس کے لب معصوم بچوں جیسی مسکراہٹ ہمہ وقت چہرے پر سجائے رکھتے‘ وہ پچھلے دو سال سے اس کی شخصیت کا معائنہ کررہا تھا‘ پر اب تک وہ اس سے اپنے دل کی بات نہ کہہ سکا تھا۔ یہاں تک کہ یونیورسٹی لائف کا یہ آخری سال تھا اور اس کے بعد ان سب نے عملی زندگی میں قدم رکھ دینا تھا‘ وہ اب اس لڑکی سے اپنے دل کی بات کہہ دینا چاہتا تھا اور اس دن اسے موقع بھی مل گیا تھا۔

’’ایکسکیوزمی شرمین...... آپ اپنی نوٹ بک کلاس میں بھول گئی تھیں۔‘‘ اس نے بے حد شائستگی سے اسے پکارا تھا۔ وہ جو کینٹین کی جانب بڑھ رہی تھی‘ حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ روحیل نے نوٹ بک اس کے آگے بڑھائی‘ جسے لے کر وہ شائستگی سے شکریہ کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

’’بس اتنی سی ملاقات......‘‘ دل نے جھڑکا تو اس نے مسکرا کر دل کو ڈپٹا‘ وہ کوئی کم ہمت‘ دبو سا لڑکا نہیں تھا‘ مگر اس لڑکی پر اپنا کوئی غلط تاثر نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا۔

پھر اگلے کچھ دن وہ یونیورسٹی نہیں آئی تو وہ بے حد بے چین رہا‘ بے تابی اس قدر بڑھی کہ چار دن بعد جب وہ اپنی دوست کے ساتھ کینٹین کی جانب بڑھتی دکھائی دی تو وہ بے ساختہ اس کے پیچھے بڑھا۔

’’ایکسکیوزمی مس شرمین‘ مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے‘ کیا تھوڑا وقت دے سکتی ہیں آپ؟‘‘ اس کی بات پر پہلے وہ جھجکی پھر کچھ سوچ کر اپنی دوست سے معذرت کرتی اس کے ساتھ چلتی کینٹین میں آگئی۔

’’جی روحیل آفندی‘ کہئے کیا کہنا ہے آپ کو......؟‘‘ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے سوال کر ڈالا۔

’’شرمین‘ میں آپ کو بے حد پسند کرتا ہوں اور آپ کے گھر اپنے والدین کو بھیجنا چاہتا ہوں۔‘‘ روحیل نے بناء لگی لپٹی اپنی بات اس تک پہنچائی تو وہ مارے حیرت کے اسے دیکھنے لگی۔

’’میں جانتا ہوں آپ مجھے جانتی تک نہیں...... اور میری یہ بات آپ کے لیے حیرانگی کا باعث ہے مگر پھر بھی میں اپنی بات پر قائم ہوں اور آپ کے سامنے حاضر ہوں‘ آپ جو پوچھنا چاہتی ہیں پوچھ سکتی ہیں‘ جو جاننا چاہتی ہیں‘ جان سکتی ہیں۔‘‘ وہ بڑی شرافت سے نظریں جھکائے کہہ رہا تھا‘ کچھ پل تو وہ اسے یک ٹک دیکھتی رہی۔ اس اثناء میں اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ سامنے بیٹھا وہ شخص اسے حیران کیے دے رہا تھا۔ وہ بامشکل لب کھول پائی‘ اس نے سوال کیا تھا اسے جواب تو دینا تھا‘ جواب دینے سے قبل اس نے اس شخص کے چہرے کو بغور دیکھا اور پھر اپنے لفظوں کو ترتیب دینے لگی۔

’’میں آپ کی شرافت کی قدر کرتی ہوں مسٹر روحیل‘ مگر دو دن قبل ہی میری منگنی میرے چچازاد سے ہوچکی ہے امید کرتی ہوں آپ میرے خیال کو اپنے دل سے نکال کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔‘‘ وہ اتنا کہہ کر وہاں مزید رکی نہیں تھی۔

◉......☾......◉

صبح آفتاب کے برہم مزاج کے ہمراہ بیدار ہوئی تھی‘ چمکیلی اور تیز دھوپ نے اچھے اچھوں کے ہوش اڑا رکھے تھے۔ ایسے میں شاہ صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ کہیں جانے کی تیاری کررہے تھے۔

’’شاہ صاحب میں ایک بار پھر کہہ رہی ہوں‘ میں آپ کے اس افلاطونی ڈرائیور کے ہمراہ نہیں جاؤں گی۔‘‘ یہ شاہ بیگم تھیں جو بڑے پروقار انداز میں رحیم شاہ کے قدم سے قدم ملا کر چلتی اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کرائے جارہی تھیں۔

’’شاہ بیگم ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے آپ کو کسی افلاطون سے گھبرانے کی ضرورت نہیں‘ ہم میں ابھی بھی اتنا دم خم موجود ہے کہ آپ کو اپنے سنگ اپنے زور بازو پہ لے جائیں۔‘‘ شاہ ولا کے سربراہ رحیم شاہ سفید کلف شدہ شلوار قمیص زیب تن کیے بڑے طمطراق سے قدم اٹھاتے ہوئے اپنی اہلیہ پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے بولے۔

شاہ بیگم نے ایک بھرپور نظر اپنے ساتھ بارعب انداز

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں چلتے ہمسفر پر ڈالی اور مسکرادیں ان کی پہلے سے اکڑی ہوئی گردن مارے فخر کے مزید تن گئی۔ کچھ فاصلے پر سفید چمچماتی کار کے ساتھ باادب تمیز کی تصویر بنا باوردی ڈرائیور رحیم شاہ کو فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر ان کا ارادہ سمجھتے ہوئے فرنٹ ڈور وا کر کے کھڑا ہوگیا۔ اگلے ہی کچھ لمحوں میں شاہ ولا کے سربراہ اپنی اہلیہ کے ہمراہ کسی دورے پر روانہ ہوچکے تھے۔

''کچھ دنوں میں رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا تھا' ہمیں اس کے لیے تیاری شروع کرنی ہوگی۔'' ناہید اپنی بڑی جٹھانی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے محفل پہ ایک نظر دوڑاتے ہوئے بولیں۔

''بالکل امی' آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں اور آپ کے کہنے سے قبل ہی ہم نے تیاریوں پر غور کرنا شروع کردیا ہے۔'' میگزین میں غرق نازیہ نے میگزین میں ہی منہ دیئے جواب دیا جس پر شگفتہ نے اسے سرتاپا بغور دیکھا اور پھر سوال کیا۔

''محترمہ نازیہ حسن شاہ صاحبہ' اپنی ان تیاریوں پر روشنی ڈالیے کہ ہمیں بھی ذرا اندازہ ہو کہ آپ جناب نے رمضان المبارک کی کیا کیا تیاریاں کیں؟'' شگفتہ نے اپنی لاڈلی بھتیجی کی تفصیلات جاننے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

''زیادہ کچھ نہیں بس یہی کہ رمضان المبارک میں ڈائٹنگ کرنے کا نادر موقع ملے گا' چٹپٹے کھانوں سے نظریں ہٹا کر فقط پھلوں پر گزارا ہوگا' تاکہ عید میں سب سے کوئین آف اسمارٹنس کا خطاب وصول کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ کپڑوں کے نت نئے ڈیزائن پر بھی زور و شور کے ساتھ غور کیا جارہا ہے تاکہ عید کے دن عجب نمونہ بن کر لوگوں سے مل کر ان کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ بکھیرنے کا موقع دیا جاسکے یہ تو بس اہم موٹی موٹی تیاریاں' چھوٹی چھوٹی تیاریوں کی طویل فہرست پر رفتہ رفتہ نظر ڈالی جائے گی۔''

فسادانہ و شرانگیزی سے بھرپور جواب نازیہ کے بجائے ہمایوں کی طرف سے آیا تھا جو اپنی پالتو بلی کو گود میں بٹھائے مزے سے سیب کھا رہا تھا۔ پر جلد ہی اسے اپنے اس شغل سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اڑتا ہوا کشن ٹھاہ کر کے سیدھا اس کے منہ پر لگا تھا۔ جس کی وجہ سے دانتوں کے شکنجے میں جکڑا ہوا سیب پھسلتا ہوا گوری چٹی مانو بلی کے سر پر دھم سے آ گرا وہ بے چاری احتجاجاً میاؤں کرتی اس کی گود سے اچھل کر واک آؤٹ کرگئی۔

''تم بھارت کی طرح ہمارے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرنا بند کرو۔ ورنہ قدم قدم پر یونہی منہ کی کھاؤ گے۔'' ہمایوں کے زبانی حملے کے جواب میں کشتی حملے کر کے نازیہ نے گردن اکڑا کر جواب دیا۔ ہمایوں نے سیب سے ہاتھ دھونے کے بعد آنکھیں مسل کر نازیہ کی جانب دیکھا تو اس کی پشت پر حدیقہ کا ہمت بڑھاتا ہاتھ بھی نظر آیا۔ یعنی دونوں بہنیں چند لمحے قبل کی لڑائی بھول کر ایک ہوچکی تھیں۔

''اف یہ بچے بھی ناں' آپ چھوڑیں انہیں شگفتہ آپا' میں سوچ رہی ہوں گول کمرے میں سفینہ سے کہہ کر چاندنی بچھوادوں' ہم گھر کی خواتین یہیں نماز اور تلاوت قرآن کرلیا کریں گی' ویسے بھی رمضان شریف میں اماں جان کا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا ہے تو انہیں بھی سہولت رہے گی۔'' ناہید نے بچوں کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوتے دیکھ کر شگفتہ کو پھر سے موضوع کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں! بات تو تمہاری بالکل ٹھیک ہے' پر گول کمرے کی پہلے تفصیلی صفائی کروانی پڑے گی' چلو ذرا چل کر جائزہ لے لیتے ہیں۔ یہ سفینہ کہاں ہے۔'' شگفتہ کو ناہید کی تجویز پسند آئی تھی' سو فوراً ہی عمل کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں اور ساتھ ہی سفینہ کو بھی آواز دے ڈالی۔

''یہ جنید بھائی جب سے آفس کو پیارے ہوئے ہیں تب سے گویا چاند بن گئے ہیں۔ صرف رات کو ہی طلوع ہوتے ہیں اور پھر غائب۔'' ہمایوں کو اکیلے مقابلہ کرتے دیکھ کر حدیقہ کو ایک دم جنید بھائی کی یاد آگئی۔

''بے چارے بھائی کو ابو اور چچا جان نے کسی دیو کی طرح اپنے آفس میں قید کرلیا ہے' جس طرح بڑی ہونے

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پر لڑکیوں کو گھریلو ذمے داریاں اٹھانے کی تربیت دی جاتی ہے اسی طرح بھائی کو کاروبار سنبھالنے کی سخت ترین تربیت و مراحل سے گزرنا پڑ رہا ہے۔" جنید کے ذکر پر ہمایوں اداسی سے بولا۔

"تم کیوں گھر بیٹھ کر چوبیس گھنٹے صوفے توڑتے رہتے ہو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ بھائی کا ہاتھ ہی بٹا دو آفس جاکر۔" نازیہ کاکشن کے حملے سے جی نہیں بھرا تھا اسی لیے موقع ملتے ہی اسے خوب لتاڑا۔

"اوہو...... نصیحت تو دیکھو مجھے کون کر رہا ہے' لڑکیوں کی اس قسم سے تعلق رکھنے والی خاتون' جنہیں انڈا ابالنا تو دور کی بات چھیلنا تک نہیں آتا۔" ہمایوں ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولا۔

"خاتون ہوگی تمہاری اب تک نہ ملنے والی بیوی' خبر دار جو مجھے خاتون کہا آئندہ۔" نازیہ کو اعتراض خاتون بولنے پر تھا' جنگ ایک بار پھر چھڑ چکی تھی اور طویل دورانیے تک جاری رہنے والی تھی۔

⊙......☾......⊙

"ماما پلیز...... کچھ تو بولیں کیا ہوا ہے؟ آپ کیوں رو رہی ہیں۔" ماما کی حالت دیکھ کر بابر صحیح معنوں میں گھبرا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے بابر...... کیوں پریشان ہو رہے ہو؟" بابر کی آواز سے چھلکتی پریشانی کو دیکھ کر ابو بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آئے۔

"پاپا دیکھیں ناں ماما کو کیا ہو گیا ہے؟ کچھ بولتی ہی نہیں' بس اس تصویر کو یک ٹک دیکھ کر روئے جا رہی ہیں۔" بابر نہ سمجھ آنے والے انداز میں اسکرین پر موجود اس تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ بھی اس سمت دیکھنے لگے۔

"اوہ......!" ان کے لبوں سے ایک گہری سانس خارج ہوئی' وہ ساری بات سمجھ چکے تھے۔

"فکر نہ کرو بیٹا' تمہاری ماما ٹھیک ہیں' بس انہیں آرام کی ضرورت ہے۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے نرمی سے ماما کو شانوں سے تھام کر اٹھاتے ہوئے ان کے کمرے میں لے گئے۔ بابر حیرت سے ان دونوں کو جاتا دیکھنے لگا۔ ایسا کیا راز چھپا ہے اس تصویر میں جو ماما یوں گنگ رہ گئیں۔ وہ اس تصویر کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے سوچتا رہا۔

"آپ نے دیکھا وہ ان لوگوں تک پہنچ گیا ہے۔" کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ متوحش سی بولیں۔

"اس نے ایک نہ ایک دن تو ان لوگوں تک پہنچنا ہی تھا۔ یہ تو آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی۔" وہ انہیں آرام سے بستر پر بٹھاتے ہوئے تسلی دینے لگے۔

"وہ اس گھر کے بیٹے کا بہترین دوست بن بیٹھا ہے' ان کے گھر کی لڑکی کو پسند کرتا ہے' میلوں دور رہ کر بھی وہ ان تک پہنچ گیا ہے۔" ان کی گھبراہٹ کسی طور پر کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی' نہ جانے کون سے خدشات انہیں ستا رہے تھے۔

"آپ کیوں گھبرا رہی ہیں' اللہ کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ بھی نہیں ہلتا' ہوسکتا ہے بابر کے ان لوگوں سے ملنے میں کوئی مصلحت ہو اللہ کی۔" وہ ان کی آنکھوں میں ڈر دیکھ کر ان کا ہاتھ سہلاتے ہوئے سمجھا رہے تھے۔

"پر اب کیا ہوگا...... وہ اس گھر میں رشتہ جوڑنا چاہتا ہے اور آپ جانتے ہیں یہ ممکن نہیں' اب ہم اسے کیا سمجھائیں' کیا بتائیں؟" وہ آگے کا سوچ کر بے تابی سے پوچھنے لگیں۔

"ہم اسے سب کچھ سچ سچ بتائیں گے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے' اب سمجھنا اس کا کام ہے اور ہمارا بیٹا بہت سمجھدار اور معاملہ فہم ہے۔ حقیقت جاننے کے بعد اسے اختیار ہوگا کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔"

"پاپا......!" وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"آؤ بیٹا...... اندر آجاؤ۔" اسے اندر بلاتے ہوئے انہوں نے بیگم کو نظروں ہی نظروں میں حوصلہ دیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے ماما کی؟" وہ بے تابی سے پوچھتے ہوئے ان کے نزدیک ہی بیٹھ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان' تم پریشان نہ ہو۔" ماما

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیار سے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولیں۔
''اس تصویر کو دیکھ کر آپ کو دکھ پہنچا تھا ماما۔ ایسا کیوں‘ کون لوگ ہیں وہ‘ آپ انہیں جانتی ہیں؟'' ذہن میں کلبلاتے سوال بالآخر لبوں پہ مچل گیا۔
''بابر بیٹا...... ہم آپ کو یہی بتانا چاہتے ہیں۔'' وہ بہت سوچ کر بولے اور بابر کا رواں رواں ہمہ تن گوش بن گیا۔
''ہم نے تمہیں ساری حقیقت سے آگاہ کردیا ہے اب تم خود فیصلہ کرو بیٹا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔'' اس کی سماعتوں میں بار بار یہ آواز بازگشت کررہی تھی۔
بعض حقائق سات پردوں کے پیچھے چھپے ہوتے ہیں تو زندگی خوب صورت لگتی ہے‘ پر جیسے ہی وہ حقائق اپنی تمام تر تلخیوں کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں زندگی ایک ناسمجھ آنے والی پہیلی لگنے لگتی ہے‘ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا‘ کچھ دیر قبل جس سچائی سے اس کے والدین نے پردہ ہٹایا تھا اسے سوچ سوچ کر اس کا ذہن الجھنے لگا‘ وہ محبت جو اس کے دل میں تازہ کلی کی مانند کھلی تھی‘ بچپن کی ناسمجھ آنے والی کئی گتھیاں سلجھنے لگیں تو آنے والی زندگی الجھنے لگی‘ پر یہ تصویر کا ایک رخ تھا اور ایک رخ پر مشتمل تصویر نامکمل ہی گردانی جاتی ہے۔ معاملے کو باریک بینی سے دیکھتے ہوئے وہ یہ جان چکا تھا کہ اس راز کا اس کے علم میں آنا کوئی عام بات نہیں‘ ایسے راز انسانی زندگی کے لیے بیماری کے مانند ہوتے ہیں جب تک ڈھکے چھپے رہتے ہیں تب تک معاملات ٹھیک رہتے ہیں پر جیسے ہی وہ منظر عام پر آتے ہیں تو نا صرف توجہ طلب بلکہ حل طلب بھی ہوجاتے اور اب جب وہ باعلم ہوچکا تو اس کا فرض بنتا تھا ان بگڑے ہوئے معاملات کو سلجھائے‘ ہر زاویے سے سوچنے کے بعد بہت سوچ سمجھ کر اس نے اپنے دوست سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

....

''کیا تم لوگوں کو ایسا محسوس نہیں ہورہا کہ جنید بھائی کچھ دن سے خاموش ہیں۔'' شدید گرمیوں کے طویل روزوں کی تھکن وہ لوگ ٹیرس میں بیٹھ کر سمندری ہواؤں سے لطف اندوز ہوتے اتار رہے تھے۔
''ہاں کچھ کچھ چپ سے تو مجھے بھی لگ رہے ہیں کہیں چوری چھپے کسی کو دل تو نہیں دے بیٹھے۔'' ہمایوں کی تفتیش پر نازیہ نے بھی اتفاق کیا۔
''تو ان کی زبان پر لگے تالے کھولنے ہی پڑیں گے‘ میرے بہن بھائی‘ ایسے ہی تو انہیں مجنوں بنا ان کے حال پہ نہیں چھوڑا جاسکتا ناں۔'' حدیقہ نے بھی لقمہ دیا۔
''کون مجنوں بنا ہوا ہے‘ کس کے خلاف سازشیں کررہے ہو تم لوگ۔'' عقب سے جنید کی آتی آواز پر وہ تینوں بیک وقت پیچھے پلٹے۔
''آیئے آیئے! آپ ہی کے بارے میں گفتگو کی جارہی تھی‘ اب سمجھ نہیں آرہا کہ درازی عمر کی مثال دوں یا پھر اس کی‘ جو آج کل قید میں ہے۔'' حدیقہ کے چہکنے پر جنید مسکراتا ہوا ان سب کے ساتھ بیٹھ گیا۔
''کیا بات ہے بھائی‘ آج کل آپ اداس بلبل کی تصویر بنے پھر رہے ہیں‘ دل ول کا معاملہ ہے کیا؟'' ہمایوں کا انداز تفتیشی آفیسر جیسا تھا۔
''اوئے کون سا دل ول کا معاملہ...... یہ تم لوگ کیا بے پر کی اڑا رہے ہو۔'' جنید کون سا ان سے الگ تھا وہ بھی تو انہی میں شامل تھا۔ سو فوراً ہی چونکنا سا پوچھنے لگا۔
''آپ آج کل کچھ خاموش خاموش سے رہنے لگے ہیں‘ اسی لیے ہم نے سوچا شاید کوئی دل کا معاملہ لاحق ہوگیا ہے۔'' نازیہ نے معنی خیز انداز میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔
''یار ایک بڑا ہی گھمبیر مسئلہ آن کھڑا ہوا ہے جس نے مجھے ذہنی طور پر بے حد الجھا دیا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ میں تم لوگوں سے اسی سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں۔'' جنید نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ لوگ بھی سنجیدگی سے اس کی جانب متوجہ ہوگئے۔
''مسئلہ اگر گھمبیر ہے تو ہمیں بھی بتاؤ تاکہ مل کر کوئی حل نکال سکیں۔'' نازیہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

www.Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بتاؤں گا پر ابھی نہیں، رات کو جب سب سو جائیں تو میرے کمرے میں اکٹھے ہونا' تب ہی یہ اہم بات کروں گا۔''

''کیا اس اجلاس میں چیف بھی شرکت کریں گی؟'' حدیقہ سنجیدگی کی نوعیت معلوم کرنا چاہ رہی تھی۔

''ہاں حدیقہ' یہ معاملہ انتہائی حساس نوعیت کا ہے' چیف کی شرکت بے حد ضروری ہے۔'' جنید کے تصدیق کرنے پر وہ تینوں اپنی سوچ کے گھوڑے دوڑانے لگے کہ شاید مسئلے کا کوئی سرا ہاتھ لگ جائے۔

جنید' ہمایوں' نازیہ اور حدیقہ پر مشتمل یہ گروپ شاہ ولا کا خفیہ گروپ تھا' جس کی سربراہی گھر کی ایک معزز شخصیت کرتی تھیں' اس گروپ کے ذریعے ہی گھر کے ٹیڑھے مسائل اور پیچیدہ معاملات کو سلجھایا جاتا تھا۔ اس گروپ کے ممبر گروپ کے سربراہ کو چیف کے نام سے پکارتے تھے' چیف کی دوراندیش نظروں نے بہت پہلے ہی سے ان نوجوانوں کو شاہ ولا کی طاقت کے طور پر دیکھ لیا تھا' شاہ ولا جو مشہور تھا اپنے مکینوں کی بے مثال محبت اور اتحاد کے لیے اور اسی محبت و یگانگت کو قائم رکھنے کے لیے چیف نے شاہ ولا کے جوان خون کو آپس میں جوڑ کر ایک مالا کی طرح پرو دیا ہوا تھا۔

پورا گھر اندھیرے اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا اور گھر کے مکین اس وقت بستروں میں دبکے خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ ایسے میں وہ چاروں گول میز کے گرد سر جوڑے بیٹھے تھے۔ کمرے میں سنہری مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی' اس کمرے کی کھڑکی کا رخ ساحل سمندر کی جانب تھا جہاں سے ٹھنڈی ہوائیں' کھڑکی پہ پڑے نیٹ کے گلابی پردے سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔ باہر باغیچے میں جھینگر کے بولنے سے ماحول میں مزید پراسراریت بکھر رہی تھی۔

جنید تمام حقائق سے ان سب کو آگاہ کر چکا تھا اور حقیقت جان کر وہ تینوں بھی حیرت زدہ رہ گئے۔

''ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ شاہ ولا میں اتنا بڑا راز چھپا ہوگا۔'' نازیہ حیرت زدہ ہو کر بولی۔

''ہونہہ' تو بابر نے اس برسوں پرانی غلط فہمی کو دور کرنے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔'' ہمایوں نے سوچتے ہوئے کہا' پھر کسی خیال کے آنے پر دوبارہ پوچھ بیٹھا۔

''جنید بھائی یہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمارا کزن ہے' گھر والے نہیں' پھر انہیں شاہ ولا میں رہنے کی اجازت کیسے ملے گی؟'' ہمایوں کے سوال میں وزن تھا' ان سب نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

''اس کی ذمہ داری چیف نے لی ہے' وہ اجازت لے کر دیں گی۔'' جنید نے اطمینان سے جواب دیا۔

''پر چیف کی تشریف آوری آخر کب ہوگی۔'' حدیقہ نے بے چینی سے پوچھا۔ تبھی اچانک دروازے پر معدوم سی دستک سنائی دی۔ وہ لوگ بالکل خاموش ہوگئے۔ حدیقہ ان تینوں پہ نگاہ دوڑاتی اپنی نشست سے اٹھی اور دھیرے دھیرے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔ وہ لوگ خاموشی سے دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ دروازہ بہت آہستگی سے کھولا گیا۔ آنے والی شخصیت کو دیکھ کر ان سب کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا۔ آنے والی شخصیت باوقار انداز میں قدم اٹھاتی اپنی نشست کی جانب بڑھی۔ ان کے نشست سنبھالتے ہی گفتگو کا سلسلہ ایک بار پھر شروع ہوگیا۔

''آپ لوگ شاہ ولا کا راز جان چکے ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ غلطی ہماری طرف سے کی گئی تھی اور میں ہر حال میں ان دو خاندانوں کا ملاپ کرانا چاہتی ہوں اور مجھے یقین ہے اس مشکل وقت میں آپ میرا ساتھ ضرور دیں گے۔'' شاہ بیگم کے چہرے پر دکھ و تکلیف کے تاثرات تھے اور وہ سب ان کے احساسات بخوبی سمجھ رہے تھے۔

''ہم آپ کے ساتھ ہیں چیف' آپ کسی بھی مرحلے پر ہمیں خود سے دور نہیں پائیں گی۔'' ان سب نے بھرپور انداز میں انہیں اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔

''مگر چیف آپ دادا جان سے اجازت کیسے حاصل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

کریں گی۔" ہمایوں نے پھر سوال اٹھایا۔
"یہ میرا مسئلہ ہے برخوردار، تم بس اس بات کا یقین رکھو کہ کل یقینی طور پر تمہیں اجازت ملنے کی خوش خبری مل جائے گی۔" چیف نے بڑے اعتماد سے کہا' وہ چاروں مسکرا اٹھے۔
ان کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ آگے کی منصوبہ بندی کرنا شروع ہوگئے۔ چاندنی میں بھیگی رات رفتہ رفتہ سحر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں سحری کی تیاری کے لیے گھر کے مکین اور ملازمین جاگنے والے تھے۔

⊙......☾......⊙

میں پاکستان جانا چاہتا ہوں۔" بابر نے دودھ کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے ان دونوں کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔
"ہونہہ! یعنی تم نے فیصلہ کرلیا ہے ان لوگوں سے ملنے کا۔" ماما نے نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔
"جی ماما! میں ان لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں' انہیں ان کی برسوں پرانی غلطی کا احساس دلا کر جو غلط فہمی دلوں میں پنپ رہی ہے اس کو دور کرنا چاہتا ہوں۔" وہ اپنے ارادے و فیصلے سے ان دونوں کو آگاہ کررہا تھا۔
"ہم تمہیں روکیں گے نہیں بیٹا' آج تک میں نے تم کو خود فیصلہ کرنا اور اس فیصلے کو لے کر آگے بڑھنا سکھایا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ جاؤ اپنا آپ آزماؤ' اپنے حق کے لیے لڑو اور اگر تمہارے دل کو یقین ہو کہ حق پر کھڑے ہو تم تو پھر پیچھے نہ ہٹنا۔ جیت کے آنا۔" وہ خود ایک مضبوط انسان تھے اور اپنے بیٹے کو بھی زندگی کے ہر موڑ پر مضبوط دیکھنا چاہتے تھے۔ آج اگر بابر نے فیصلہ کیا تھا تو وہ اسے ہرگز روکنا نہیں چاہتے تھے' نہ ہی اس کے فیصلے سے خوف زدہ تھے۔
"میں پوری کوشش کروں گا کہ آپ دونوں کی توقعات پر پورا اتروں۔" وہ ان کا ہاتھ تھامے اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہوگیا۔
"مجھے تم پر یقین ہے بیٹا' چلو اب سحری مکمل کرو' وقت اذان قریب ہے۔" بابر کو اپنے یقین سونپ کر وہ اس کی توجہ کھانے کی طرف دلا کر پانی پینے لگے۔ ان کی سحری مکمل ہوچکی تھی۔
"ویسے میں سب سمجھتی ہوں...... یہ ہمارے لیے نہیں اس لڑکی کے چکر میں پاکستان جارہا ہے۔" ماما نے شرارت سے چھیڑتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑا۔
"ماما...... آپ بھی ناں!" ماما نے بہت غور سے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر مسکرانے لگیں۔

⊙......☾......⊙

"کب آرہا ہے تمہارا دوست برخوردار......" اتوار کا دن تھا جنید' رحیم شاہ کے ساتھ لان میں چہل قدمی کررہا تھا۔
"کل دادا جان۔" اس نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔
"تو سارے انتظامات مکمل کرلیے ناں اس کے ٹھہرنے کے۔" وہ آسمان میں اڑتے ہوئے پنچھیوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔
"جی دادا جان' گیسٹ روم میں ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے۔" اس نے بھی ان کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے نگاہیں پرندوں پہ گاڑھیں۔
"بیٹا خیال رکھنا اپنے دوست کا' وہ پردیس سے تمہارے پاس مہمان بن کر آرہا ہے اور مہمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔" وہ چلتے چلتے شاید اب تھک چکے تھے تبھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وہ بھی ان کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔
"کیا گفتگو ہورہی ہے بھئی دادا پوتے میں۔" جمشید اور حسن شاہ ایک ساتھ ہی لان میں داخل ہوئے تھے۔ دادا پوتا کو مصروف گفتگو دیکھا تو ان کی ہی جانب آگئے۔
"آؤ بیٹا آؤ' بھئی ہم اپنے پوتے سے تم دونوں کی شکایتیں کررہے تھے۔" رحیم شاہ نے بڑے مزے سے کہا تو وہ تینوں ہی قہقہے لگا کر ہنس دیئے۔
"بابا جان آپ ہماری شکایتیں کر ہی نہیں سکتے' وہ بھی اس نامعقول سے۔" جمشید شاہ نے جنید کی کمر پہ ایک تھپکی لگائی اور رحیم شاہ کے برابر میں بیٹھ گئے۔
"بابا جان ہماری شکایتیں کرنی ہے تو کسی سمجھدار

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

انسان سے کریں تاکہ شکایت کرنے کا کوئی تو فائدہ ہو۔" حسن شاہ بھی بڑے بھائی کی ہاں میں ہاں ملاتے جنید کی کھنچائی کردی۔

دراصل وہ پچھلے دو دنوں سے بہانے بنا کر آفس نہیں جا رہا تھا۔ اور آج انہیں موقع ملا تھا اس کی خبر لینے کا۔

"بھئی تم لوگ میرے لاڈلے پوتے کی کھنچائی نہ کرو۔ وہ مثل یاد ہے ناں اصل سے سود پیارا۔ تو میں تم لوگوں کی نہیں' جنید کی ہی حمایت کروں گا۔" رحیم شاہ نے پوتے کی حمایت کرکے ان دونوں کو ہری جھنڈی دکھائی۔

"بابا جان آپ نے ان بچوں کو بہت بگاڑ ڈالا ہے۔" جمشید شاہ نے مسکرا کر کہا۔

"نہ بیٹے' میری کوئی اولاد بھی بگڑی ہوئی نہیں۔" جمشید شاہ کی اس بات پر جنید نے بڑے غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔

کتنے ہی خواب' کتنی ہی امیدیں لے کر وہ بڑی ہمت سے آیا چلا تھا اس نگر جو اس کا اصل بنیاد تھی' وہ ملک جو اس کا اپنا تھا' خدشات بھی دل میں پل رہے تھے مگر وہاں موجود اپنوں کے خیال نے دل کو کافی تقویت پہنچائی تھی۔ وہ پرامید' پرعزم تھا' اور اپنے فیصلہ پر مطمئن بھی تھا۔ دل میں کبھی کبھی ایک امنگ اٹھتی کہ یہ سفر جلد اختتام پذیر ہوا اور وہ جونہی جناح ٹرمینل کے احاطے سے باہر آیا سامنے ہی اسے جنید اپنے انتظار میں کھڑا نظر آ گیا۔ وہ اس کا بے حد عزیز دوست تھا گو کہ ان کی دوستی کا ذریعہ سوشل نیٹ ورک بنا تھا مگر پھر بھی گہری اور مضبوط دوستی تھی۔ شاید یہ خون کی کشش تھی جس نے انہیں میلوں دور ہونے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے دل کے قریب رکھا تھا۔

"السلام علیکم! کیسے ہو میرے دوست......" جنید نے گرم جوشی سے بابر کو گلے لگا کر پوچھا۔

"تمہارے راج میں ہوں......اب تم جس حال میں رکھو۔" بابر کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ سجی تھی۔

"ہاہاہا......ہمارے راج میں تم مزے کرو گے میرے دوست یہ وعدہ ہے ہمارا تم سے۔" جنید نے اس کی معنی خیز بات پر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے اب پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے آنے والا مہمان کیسا ہوگا۔" وہ دونوں ٹیرس میں چہل قدمی کررہی تھیں تبھی اچانک نازیہ نے حدیقہ سے پوچھا۔

"عام انسانوں جیسا ہی ہوگا...... برطانیہ سے آرہا ہے کوئی دوسرے سیارے سے تھوڑی جو بڑے کان اور چھوٹی آنکھوں والا ایلین ہو۔" حدیقہ نے تپے ہوئے انداز میں کہا۔ افطاری کے بعد وہ اس وقت تھوڑا آرام کرنے کے موڈ میں تھی پر بڑی بہن ہونے کا رعب جماتے ہوئے نازیہ اسے زبردستی چہل قدمی کے لیے یہاں لے آئی۔ وہ اپنے وزن کے لیے بے حد کانشس تھی۔ ذرا سا بھی بڑھتا تو فوراً ڈائٹنگ شروع کردیتی اور آدھا آدھا گھنٹے تک واک کرتی۔

"میرا مطلب ہے وہ جنید بھائی کا دوست ہے اور پھر اب رشتہ داری بھی نکل آئی' کتنی عجیب بات ہے ناں!" بہن کے چڑنے کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے پھر سے اپنی رائے دی۔

"ہونہہ! وہ تو ہے پر میں یہ سوچ رہی ہوں کہ برسوں کی پھیلی اس غلط فہمی وہ کیسے دور کرپائے گا......ہم ایک حد تک اس کی مدد کرسکتے ہیں' پر اصل جنگ تو اسی کی ہے ناں!"

"نہیں حدیقہ' اصل جنگ صرف اس کی نہیں بلکہ شاہ ولا کی ہے' اگر وہ دو بچھڑے گھرانوں کو جوڑنا چاہتا ہے تو فرض تو ہمارا بھی بنتا ہے ناں!" ہمایوں کب ان کے عقب میں آن کھڑا ہوا انہیں پتا ہی نہ چلا۔ پر اس کی بات پر وہ دونوں ہی متفق ہوئیں۔

گیٹ پر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ وہ تینوں اوپر سے جھانکنے لگے' گیٹ کھلا اور گاڑی زن سے پورچ میں داخل ہوئی۔

"آ گئے جنید بھائی چلو ہم بھی نیچے چلتے ہیں۔" ہمایوں ان دونوں سے کہہ کر نیچے جانے لگا تو وہ دونوں بھی اس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.Paksociety.com

پیچھے چل دیں۔

وہ شاہ ولا کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سے احساس نے اسے آ گھیرا۔ دروازے سے اندر قدم رکھتے ہی سامنے لاؤنج میں اسے دو خاتون بیٹھی دکھائی دیں جو آپس میں گفتگو میں مگن تھیں۔

"السلام علیکم!" جنید نے آگے بڑھ کر باآواز بلند سلام کیا تو وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"یہ ہے میرا دوست بابر......" تعارف کراتے ہوئے اس نے بابر کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"آؤ بیٹا بابر...... اندر آؤ کیسا رہا سفر؟" ناہید نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"جی آنٹی سفر بہت اچھا گزرا...... آپ غالباً جنید کی چچی جان ہیں۔ جنید اکثر ذکر کرتا ہے آپ کا۔" وہ آگے بڑھ کر خود ہی اپنائیت بھرے انداز میں تعارف کے مرحلے طے کرنے لگا۔ وہ یہاں دل جیتنے آیا تھا اور اس نیک کام میں ایک پل کی بھی تاخیر کیوں۔

"اور آپ یقیناً ماما جان ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کے بنے حلوؤں کی تعریفیں سن سن کر میرا دل بھی کرنے لگا تھا حلوے کھانے کو پر بدقسمتی سے میری ماما کو حلوے بنانا آتا ہی نہیں۔" معصومیت سے کہتا وہ خوبرو جوان لڑکا شگفتہ کو بڑا پیارا لگا۔

اس کی جاندار اداکاری پر جنید دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ بابر کو حلوؤں سے کتنی چڑ تھی اس کی ماما ایک سے بڑھ کر ایک حلوے بناتیں اور یہاں حلوؤں کی قصیدہ گوئی کرنے میں مصروف تھا۔

"ارے جنید نے تمہیں بھی ان حلوؤں کے بارے میں بتادیا۔ اف یہ لڑکا تو ان حلوؤں کے پیچھے بالکل دیوانہ ہے۔" بابر کی بات سن کر شگفتہ کو ایک خوش گوار حیرت نے آ گھیرا۔

"ارے آنٹی یہ لڑکا کہاں اتنا دیوانہ ہے جتنا میں ہوں آپ کو کیا پتا پچھلے دو سال سے کہہ رہا ہوں جنید سے کہ اپنی امی کے ہاتھ کے سوجی گاجر لوکی کے حلوے بھیج دو مگر یہ سنتا ہی نہیں۔" وہ ایک شکایتی نظر جنید پہ ڈال کر منہ لٹکاتے بولا۔

"ارے بیٹا اب شکایت بھول جاؤ۔ تم یہاں آ گئے ہو ناں میں خاص تمہارے لیے سب حلوے بناؤں گی۔" شگفتہ جو کھانے پکانے کی انتہائی شوقین تھیں غیر متوقع طور پر اپنے حلوؤں کی اتنی تعریف سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سما رہی تھیں۔

"تمہیں لگتا ہے ہمارے کزن کو ہماری مدد کی ضرورت ہے؟" نازیہ نے حیرت سے دیدے پھاڑ کر بابر کو زبان کے جوہر دکھاتے ہوئے دیکھا اور ہمایوں سے دریافت کیا۔

"لگتا تو نہیں پہلی ہی ملاقات میں ہی امی اور چچی کو پٹا لیا اس نے تو۔" ہمایوں بھی منہ کھولے انہی مناظر کو دیکھ رہا تھا۔

"آثار بتا رہے ہیں کہ ہمارے منصوبے کو یہ وقت سے پہلے ہی پایہ تکمیل تک پہنچا لے گا۔" حدیقہ نے بھی اپنا تبصرہ ضروری سمجھا۔ وہ تینوں سیڑھیوں پر ریلنگ تھامے کھڑے تھے۔

"لمبے سفر سے آئے ہو بیٹا کچھ دیر آرام کرلو پھر سب گھر والوں سے ملاقات کرنا۔" ناہید نے بڑے پیار سے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا تو وہ بڑی فرماں برداری سے اثبات میں گردن ہلاتا ہوا جنید کے ہمراہ سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا جہاں وہ تینوں قطار بنائے ہکا بکا سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ارے ہمایوں تصویر میں تم اتنے شاندار نہیں لگتے جتنے تم اصل میں ہو۔" سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ہمایوں سے ملاقات ہونے پر اس کے بال خراب کرتے ہوئے بابر نے تبصرہ کیا جنید کی ہنسی چھوٹنے کو تھی جسے بڑی مشکل سے ضبط کی۔

نازیہ نے بابر کی نظر پڑتے ہی اسے دھیرے سے سلام کیا کچھ اس کی سحر انگیز شخصیت اور کچھ آتے ہی ماحول پر چھا جانے کا اثر تھا کہ مغرور اکڑو سی نازیہ بھی متاثر ین

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.Paksociety.com

میں دکھائی دی۔ نازیہ کے سلام کا مسکراتے ہوئے مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے اس کی نظریں اس دوشیزہ پہ جا ٹھہریں جس کی وجہ سے ہی ان رازوں کا انکشاف ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پھیلی حیرت کو دیکھ کر اس کی سرمئی آنکھوں میں شرارت مچل گئی۔ شاید دل نے بے اختیار ہوکر آنکھوں کے ذریعے کوئی پیغام بھی دے ڈالا تھا۔ تبھی اس دوشیزہ کی آنکھیں حیرت سے مزید پھیلتی چلی گئیں یہاں تک کہ وہ سلام کرنا بھی بھول گئی۔

''السلام علیکم!''

''وعلیکم السلام!'' دوشیزہ نے ٹپٹا کر جلد بازی میں جواب دیا۔ جسے سن کر وہ آگے بڑھ گیا۔

''اچھے مزاج کے ہیں بابر بھائی' مجھے یقین ہے ان کے ساتھ بڑا مزہ آئے گا۔'' ہمایوں پر بابر کی تعریف اثر کر گئی تھی۔ تبھی ان کے جاتے ہی جوش میں بیان دے ڈالا۔

''ہاں کمال کی متاثر کن شخصیت ہے۔'' نازیہ نے بھی بابر کی تعریف میں قصیدے پڑھے۔

''تم کیوں اس طرح کھڑی ہو۔'' ہمایوں کی نظر اچانک حدیقہ پر پڑی تو کہنے لگا۔

''کس طرح......؟'' وہ چونک کر تعجب سے پوچھنے لگی۔

''جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔'' ہمایوں کی بات پر نازیہ بھی ہنس پڑی۔ وہ دونوں اب بات کرتے اوپر جارہے تھے۔ وہ ان دونوں کی پشت کو غصے سے گھورتی ان کے پیچھے چل دی۔

☾......☾......☾

''ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم' حلوؤں کے دیوانے ہو' دو دن رک جاؤ' میں تمہیں حلوے کھلا کھلا کر ماروں گا۔'' جنید نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مسہری پہ پڑا کشن اٹھا کر مارتے ہوئے کہا۔

''ارے یار...... ایسا نہ کرنا وہ تو بس میں تمہاری ماما کو خوش کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔'' وہ کشن سے بچتے ہوئے وضاحت دینے لگا۔

''اچھا چلو معاف کیا۔ بس زیادہ اوور ایکٹنگ نہ کرنا' کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا اپنا بنایا منصوبہ بگڑ جائے۔'' جنید نے مسہری پہ بیٹھتے ہوئے اسے محتاط رہنے کا عندیہ دیا۔

''جب تم لوگ میرے ساتھ ہو تو منصوبہ بگڑنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔'' عجیب بے فکری سی تھی اس کے انداز میں۔

''بالکل ہم تمہارے ساتھ ہیں' کبھی بھی ہم میں سے کسی کو پیچھے نہ پاؤ گے' ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گے۔'' یقین جنید کے لہجے سے ہی نہیں بلکہ آنکھوں سے بھی چھلک رہا تھا۔

''میں جانتا ہوں جنید' خود سے زیادہ مجھے تم پر اعتبار ہے۔'' بابر کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو جھلملائے تھے۔

''چلو اب تم آرام کرو' کافی تھک گئے ہوگے' کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے کال کرنا میں حاضر ہوجاؤں گا۔'' جنید نے بڑے خلوص سے اس کے کندھے تھپتھپاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

جنید کے کمرے سے جانے کے بعد اس نے کمرے کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا۔ بلاشبہ وہ کمرہ ہر طرح کی آسائشوں سے آراستہ تھا' نرم آرام دہ بستر دیکھ کر اس پر تھکن سوار ہونے لگی۔ وہ بستر پہ گرتے ہی سوگیا۔

اس کی آنکھ دروازے پہ ہوتی مسلسل دستک سے کھلی تھی۔ وہ ہڑبڑاتا ہوا دروازہ کھولنے کے لیے اٹھا۔ سامنے ہی جنید کھڑا جھنجھلا رہا تھا۔

''مانا کہ تم لمبے سفر سے آئے ہو پر جہاز میں ہی بیٹھ کر آئے ہو ناں' کہیں ایکشن ہیروز کی طرح لٹک کر تو نہیں آئے تھے جو گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔''

''نہیں یار بس تھک جاتا ہوں تو ایسے ہی بے سدھ ہوکر سوتا ہوں۔'' وہ خجل سا سر کھجاتا ہوا بولا۔

''چلو منہ ہاتھ دھو کر نیچے سحری کے لیے آجاؤ' سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔'' جنید کے جاتے ہی اس نے فریش ہوکر اپنے بیگ میں سے کچھ پیکٹس نکالے اور نیچے آ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے اسی کے منتظر تھے۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا۔

''وعلیکم السلام! آؤ بیٹا بیٹھو نیند پوری ہوئی تمہاری۔'' شاہ بیگم نے شفقت سے پوچھا۔

''جی، بہت پرسکون نیند آئی یہاں، ساری تھکن اتر گئی۔'' مودبانہ انداز میں انہیں جواب دیتا ان کے آگے سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔ شاہ بیگم نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''یہ میں آپ دونوں کے لیے لے کر آیا ہوں، میرے والدین نے بطور خاص آپ دونوں کے لیے بھجوایا ہے۔'' دونوں پیکٹس اس نے رحیم شاہ اور شاہ بیگم کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو رحیم شاہ نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''ارے برخوردار اس کی کیا ضرورت تھی، جنید کی طرح تم بھی ہمارے بچوں کی طرح ہو۔''

''تو پھر میں آپ کو دادا جان کہہ سکتا ہوں؟'' وہ نمبر بنانے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا۔

''ہاں ہاں کہہ سکتے ہو......اور ہاں بیٹے اپنے والدین کو ان تحفوں کے لیے ہماری طرف سے شکریہ کہنا۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ جنید نے پھر اس کا تعارف جمشید اور حسن شاہ سے بھی کروایا۔ وہ دونوں بھی بہت محبت سے ملے۔ وہ اب ان سب کے ساتھ بیٹھا خوش گوار ماحول میں سحری کر رہا تھا۔

⊙......☾......⊙

صبح روشن چمک دار تھی، رحمتوں کا عشرہ اختتام پذیر ہوا۔ رحمتوں کی بارش میں کون کتنا بھیگا، کس نے کتنی اپنی جھولی بھرلی، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا، بندہ تو بس سچی نیت سے عبادت کیے جائے اور اس کا پھل اللہ پر چھوڑ دے، وہ ایسا حاکم و بادشاہ کہ اس سے بڑا کوئی سخی نہیں، اس سے بڑا کوئی عادل نہیں، اس سے بڑا کوئی غفور نہیں، اس سے زیادہ کوئی مہربان نہیں۔

رمضان کا آغاز ہوتے ہی وہ لوگ ظہر کی نماز کے بعد شاہ بیگم کے پاس گول کمرے میں جا بیٹھتے اور وہ انہیں یونہی اللہ کی محبت سے روشناس کرایا کرتیں۔ آج بابر بھی ان سب کے ہمراہ موجود تھا۔ شاہ بیگم سے یوں درس سننا اسے بے حد اچھا لگ رہا تھا۔

''وہ تو سب کچھ جان کر بھی بندے کے گناہ معاف مانگنے پر معاف کر دیتا ہے، مگر بندے بناء سچ جانے کیوں دوسروں کو سزائیں دیتے ہیں؟'' بہت غور سے سنتے اس نے اچانک شاہ بیگم سے پوچھا۔

وہ سارے ہی اس سوال پر اسے دیکھنے لگے۔ شاہ بیگم یک دم چپ سی ہوگئیں۔

''میں نے پڑھا ہے، اللہ نے اپنی ہر صفت، اپنے بندوں میں رکھی ہے، تو پھر اس کی یہ معاف کر دینے اور انصاف کرنے والی صفت اس کے بندوں میں نظر کیوں نہیں آتی۔'' اس کا اگلا سوال مزید دم دار تھا۔ حدیقہ نے بہت غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہاں صرف درد ہی درد تھا۔

''میں جان گئی ہوں میرے بچے تم لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی، مگر اب تم لوگوں کے حق کے لیے تمہارے ساتھ کھڑی ہوں۔ میں جان چکی ہوں کہ ہم غلط تھے اور میں اس غلطی کا ازالہ اب ضرور کروں گی۔'' شاہ بیگم جو رعب و تمکنت میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں اس وقت احساس جرم تلے دبی بے حد کمزور نظر آ رہی تھیں۔

''میں لڑوں گی تمہارا مقدمہ میرے بچے اور مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی نہ کرنا۔'' وہ دونوں بازو پھیلائے اسے اپنے پاس بلاتے ہوئے بولیں تو وہ آگے بڑھ کر ان کی بانہوں میں سما گیا۔ کتنا سکون تھا اس گود میں وہ بچپن سے اس چھاؤں سے محروم رہا تھا۔

شاہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ان چاروں کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ وہ اب تک اسے ایک چیلنج، تھرل کے طور پر لے رہے تھے مگر اب احساس ہوا تھا کہ بچھڑے ہوئے لوگوں کے دل کتنے دکھی ہوتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

شگفتہ نے آج مارکیٹ جانے کا اعلان کیا تھا۔ عید ہر گزرتے روزے کے ساتھ قریب آتی جارہی تھی اور شاپنگ اب تک کچھ نہ ہوئی تھی۔ سو آج شاہ ولا کے سارے لڑکے لڑکیاں شگفتہ اور ناہید کی سربراہی میں شاپنگ کرنے جانے والے تھے۔ جنید کو بابر کے آنے کی وجہ سے جمشید شاہ نے کچھ دنوں کی چھٹی دے رکھی تھی۔ سو ان سب کو شاپنگ پہ لے جانے کی ذمہ داری اسی کی تھی۔ حدیقہ کو گھنٹوں گھوم گھوم کر شاپنگ کرنے سے پہلے ہی چڑ تھی اور رمضان میں مالز میں گھومنا بڑا اوکھا کام لگتا تھا' اس نے اپنے اس مسئلے کا حل آن لائن اپنے پسند کے ملبوسات آرڈر کر کے نکالا تھا۔ سو شگفتہ اور ناہید' سفینہ سے اپنی نگرانی میں افطاری بنوانے کی ذمہ داری اسے سونپ کر' پوری ٹیم کے ہمراہ شاپنگ پہ نکل گئیں۔

''حدیقہ میری مانو کا بھی خیال رکھنا۔ اس کا روزہ سمجھ کر بھوکا نہ ماردینا۔'' جاتے جاتے ہمایوں نے اسے یاد دلایا تو جواب میں اس نے فقط ٹھینگا دکھایا۔ اسی پل اس کی نظریں ان سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں تھیں جو بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ الجھ گئی' نظریں' پھیر گئی پر ذہن میں وہ سرمئی آنکھیں چھائی رہیں۔ ان سب کے جانے کے بعد وہ رحیم شاہ کی لائبریری کی طرف آ گئی۔ اس وقت وہ وہیں پائے جاتے تھے۔

''کتنی عجیب لڑکی ہے شاپنگ پر نہ جانے پہ کتنی خوش اور مطمئن......'' وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے جنید کے ساتھ گاڑی میں جابیٹھا۔

''بیٹا آپ لوگ وہاں عید کی شاپنگ کہاں سے کرتے ہو؟'' شگفتہ نے بابر سے یونہی سوال کیا۔

''آنٹی وہاں بھی ماہ رمضان سے ہی عید کے لیے خاص بازار لگ جاتے ہیں۔ ہر شہر میں تو نہیں بس کچھ خاص شہروں میں جیسے برمنگھم' ساوتھ ہال اور بریڈفورڈ' اس کے علاوہ ان چھوٹے شہروں میں جہاں پاکستانی تعداد میں زیادہ ہوں وہ وہاں عید کے اسٹالز لگا لیتے ہیں۔'' بابر نے بڑی تفصیل سے جواب دیا۔

''پر یہاں جیسی رونق تو نہ ہوتی ہوگی نا وہاں؟'' شگفتہ مطمئن نہ ہوئیں تھیں اس کے جواب سے۔

''رونق وہاں چاند رات کو ہوتی ہے مہندی' چوڑی کے اسٹال لگتے ہیں' چٹ پٹے چاٹ' چھولوں کے بھی اسٹال لگائے جاتے ہیں' اصل مزہ تو چاند رات کو آتا ہے وہاں۔'' شاید بابر کو بھی وہاں کا ذکر کرنا اچھا لگ رہا تھا تبھی مزے سے بتا رہا تھا۔

''واہ بھئی! ویسے عید کا دن کیسے گزارتے ہو تم لوگ وہاں' کوئی عزیز و اقارب' رشتہ دار ہے وہاں......؟'' شگفتہ نے موقع ملتے ہی ساری معلومات لینا شروع کردیں تھیں' جنید نے بیک ویو مرر سے جھنجلاتے ہوئے انہیں دیکھا۔ وہ پیچھے اکیلی بیٹھی تھیں' ناہید اور نازیہ ہمایوں کے ساتھ دوسری گاڑی میں تھیں۔

''آنٹی میرے دادا' دادی کا انتقال ہوچکا ہے' ددھیال میں اور کوئی ہے نہیں' البتہ ننھیال پاکستان میں ہے' تو وہاں عید پہ زیادہ ملنا جلنا ہوتا نہیں' بس پاپا کے چند فیملی فرینڈز ہیں جن سے ملاقات ہوجاتی ہے۔''

''اچھا تو تمہارا ننھیال پاکستان میں ہے تو تم آئے ہو تو ان سے ملو گے نہیں۔'' اب کی بار سوال بڑی حیرت سے پوچھا تھا۔

''ملوں گا' ضرور ملوں گا' ان شاء اللہ عید پر ماما' پاپا پاکستان آئیں گے تو ان کے ساتھ ملنے جاؤں گا۔'' بابر کے لہجے میں یقین بول رہا تھا۔ شگفتہ نے بابر کی پشت کو دیکھا اور پھر حیرت سے کندھے اچکا کر باہر کو دیکھنے لگیں۔

◉......☾......◉

''دادا جان ایک بات پوچھوں آپ سے......'' وہ ان کے سامنے بیٹھی' یونہی کتابوں کی ورق گردانی کرتی پوچھنے لگی۔

''ہاں پوچھو بیٹے......'' کتاب میں کھوئے کھوئے رحیم شاہ نے اسے اجازت دی۔

''میری ایک دوست ہے اس کے گھر والوں نے بڑی زیادتی کی اس کے ساتھ۔'' وہ بہت سوچ سوچ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.Paksociety.com

کر بول رہی تھی۔

"کیسی زیادتی......؟" انہوں نے نظر اٹھا کر سوالیہ انداز میں اسے دیکھا اور پھر کتاب میں گم ہوگئے۔

"اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی' مگر گھر والوں نے غلط فہمی کا شکار ہو کر اسے سزا دے ڈالی۔ انہیں اس زیادتی کا احساس وہ کیسے دلائے۔" سوالیہ نظروں سے دیکھنے کی باری اب اس کی تھی۔

"ہونہہ! یہ تو وہ انہیں بتائے کہ وہ غلط ہیں' جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا نہیں ہے۔" دادا نے سرسری سے انداز میں اسے جواب دیا۔

"وہ ایسا کر چکی ہے مگر وہ اس کی کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں۔" حدیقہ نے بتایا۔

"ہونہہ! تو پھر غلط کیا اس کے گھر والوں نے۔" دادا نے بات ختم کرتے ہوئے کہا' انہیں اس موضوع سے چنداں دلچسپی نہ تھی۔

"اور اس غلطی کو ٹھیک کیسے کیا جائے؟" وہ ان کی عدم دلچسپی محسوس کر کے بھی پوچھ رہی تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں بیٹا اس بارے میں......" انداز صاف جان چھڑانے والا تھا۔

"اگر یہ غلطی آپ سے ہوئی ہوتی تو آپ کیا کرتے دادا جان' کیسے اپنی اس غلطی کا ازالہ کرتے۔" وہ بلا جھجک بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

رحیم شاہ نے چونک کر اسے دیکھا' کتاب بند کر کے میز پہ رکھی' ان کی دلچسپی اب کتاب سے ختم ہو چکی تھی۔ وہ یک ٹک حدیقہ کے چہرے پر نظریں گاڑھے دیکھتے رہے' شاید کچھ کھوج رہے تھے۔

"میں ایسی غلطیاں کرنے کا قائل نہیں بیٹے۔" بہت دیر بعد انہوں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"میں جانتی ہوں دادا جان آپ ایسی غلطی نہیں کر سکتے' مگر پھر بھی تصور کریں اگر ایسی غلطی سرزد ہوگئی تو ازالہ کیسے کریں گے؟" اس کا سوال ابھی بھی اپنی جگہ قائم تھا۔ وہ رحیم شاہ کی سب سے لاڈلی پوتی تھی۔ پورے گھر میں اسے ان کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل تھی۔ وہ ان کے دل کے اتنے قریب تھی کہ اس کے اس سوال پر جھنجلانے کے باوجود اسے کوئی سخت بات نہ کہہ سکے۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ دادا جان سے یہ سوال جواب کیوں کر رہی ہے' اسے بس اتنا پتہ تھا کہ جو درد شاہ بیگم اور بابر کے گھر والے محسوس کر رہے ہیں اس کا کچھ احساس تو دادا جان کو بھی ہونا چاہیے' مگر پھر بھی وہ رحیم شاہ کے چہرے پر پھیلے اضطراب کو دیکھ کر مطمئن تھی۔ وہ رحیم شاہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر کے لائبریری سے باہر نکل گئی۔

⊙......☾......⊙

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی' آج کا دن بے حد عجیب گزرا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کے سیکشن کا سب سے لائق فائق' خوبرو شخصیت کا حامل روحیل آفندی اسے یوں پرپوز کر ڈالے گا۔ دو دن قبل ہی اس کی منگنی اس کے تایا زاد سے ہوئی تھی اور وہ بہت خوش بھی تھی اپنی منگنی سے' مگر اچانک روحیل کے یوں اظہار پسندیدگی نے اس کے ذہن کو بری طرح الجھا دیا تھا۔

وہ گیٹ سے نکل کر تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھنے لگی' تیز دھوپ نے اسے چکرا کر رکھ دیا تھا۔ اسے قریب آتا دیکھ کر ڈرائیور گاڑی کا دروازہ کھول کر کھڑا ہوگیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اسے ذرا راحت کا احساس ہوا تو ذہن ایک بار پھر ان ہی سوچوں میں الجھنے لگا۔

"فرض کرو اگر تمہاری منگنی نہ ہوئی ہوتی تو تب بھی کیا ایسے ہی صاف انکار کر دیتیں روحیل آفندی کو؟" اس کے اندر سے ابھرتے سوال نے اسے گنگ کر ڈالا۔

"تب کی تب دیکھی جاتی' فی الحال سچ یہی ہے کہ میں کسی اور کی امانت ہوں اور اپنی طرف بڑھتے ہر قدم کو روکنا مجھ پر فرض ہے۔" اپنے طور اس نے اپنے اندر اٹھتے سوال کو بھرپور جواب دے ڈالا تھا۔

"مگر وہ کس قدر شرافت اور شائستگی سے تمہارا طلب گار بنا تھا۔" اندر سے آتی آواز نے پھر اکسایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"دنیا میں بہت سے شریف اور شائستہ مزاج مرد ہوں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوبیوں والے مرد بھی ہوں گے اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اپنے منگیتر کو چھوڑ کر ان مردوں پر ریجھ جاؤں۔" اس نے ٹھیک ٹھاک اندر سے اٹھتی آوازوں کی سرکوبی کر ڈالی۔ اس سرکوبی کے بعد آوازوں کے آنے کا سلسلہ بند ہوگیا تھا۔ وہ اب پرسکون سی سیٹ کی پشت سے گردن ٹکائے آنکھیں موند کر بیٹھ گئی۔

گاڑی کے پورچ میں رکتے ہی وہ تھکی تھکی گھر کی جانب بڑھنے لگی۔ ابھی وہ باہر ہی تھی کہ گھر سے آتی تایا جان اور بابا جان کی زور زور سے بولنے کی آواز نے اس کے قدم روک لئے۔ اس نے حیرت سے دروازہ کھول کر قدم رکھا اور اندر کے منظر نے اسے حیرت میں مبتلا کردیا۔ تایا جان، بابا جان پہ غصہ کررہے تھے۔ اس کی اماں جان آنکھوں میں آنسو بھرے سر جھکائے بیٹھی تھیں، جبکہ اس کا منگیتر ارسلان کریم شاہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے غیض وغضب کے تاثرات چہرے پر سجائے بڑی رعونت سے بیٹھا تھا اس کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کا اشارہ اسے دیا مگر کیا، وہ سمجھ نہیں پائی، جز بز ہوتے اس نے بلند آواز میں سلام کیا۔ اس کے سلام کرتے ہی ان سب نے اسے چونک کر دیکھا اور پھر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ان سب کی آنکھوں کا رنگ بدل گیا۔

"لو آ گئی تمہاری چہیتی صاحب زادی، پوچھو اس سے پڑھائی کے نام پر کیا گل کھلا کر آئی ہے یونیورسٹی میں۔" جان چھڑکنے والے تایا جان نے خون خوار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا تو وہ اندر ہی اندر لرز اٹھی۔

"چچا جان اسے کوئی اور پسند تھا تو مجھ سے رشتہ کیوں جوڑا، میں اتنا بے غیرت نہیں کہ اپنی منگیتر کو کسی غیر کی بانہوں میں بانہیں ڈالتا دیکھ کر پرسکون بیٹھا رہوں۔" ارسلان کریم شاہ نے لمحوں میں اس کی عزت کی دھجیاں اڑائیں، وہ حیرت سے ششدر رہ گئی۔

"پوچھیں اس سے کہ کیوں کسی غیر سے محبت کی پینگیں بڑھاتی پھر رہی ہے یہ کیا یہی تربیت کی ہے اس کی آپ نے؟" وہ غصے میں بپھرا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ وہ خوف زدہ سی دو قدم پیچھے ہٹی۔

"بتاؤ کب سے چل رہا ہے یہ سب، بتاؤ سب کو سچ سچ......" وہ اس کے سر پر کھڑا انگارہ برساتی آنکھوں سے گھورتا اس سے پوچھ رہا تھا۔ معاملہ کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔ اسے لگا وہ اب نہیں بول پائی تو کبھی بھی نہیں بول پائے گی۔ سو ساری ہمت مجتمع کرکے وہ پوری قوت سے چلا کر بولی۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے بابا جان، میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا جس سے آپ کی عزت پر آنچ آئے، اپنی اور آپ کی عزتوں کی حفاظت کرنا میں جانتی ہوں، میں آپ کی بیٹی ہوں بابا جان، میں کچھ غلط کیسے کرسکتی ہوں۔" وہ رحیم شاہ کا ہاتھ تھام کر اپنا یقین دلاتے ہوئے ملتجی لہجے میں بولی۔

"اچھا میں جھوٹ بول رہا ہوں، تو کھاؤ تم قسم اپنے بابا جان کی کہ تم کینٹین میں اس شخص کے ساتھ بیٹھی باتیں نہیں کررہی تھیں، بتاؤ وہ شخص تمہیں پرپوز نہیں کررہا تھا، اگر میں جھوٹا ہوں تو کھاؤ قسم اپنے بابا کی۔" ارسلان کریم شاہ بڑے زعم سے اسے للکار رہا تھا، وہ ساری بات سمجھ چکی تھی، ضرور ارسلان نے اسے روحیل کے ساتھ کینٹین میں دیکھ لیا تھا اور اس بات کو غلط رنگ دے کر سب کے سامنے پیش کررہا تھا، مگر کیوں...... وہ ایسا کیوں کررہا تھا، وہ یہ بات سمجھ نہیں پارہی تھی۔

"اگر میرا بیٹا جھوٹا ہے تو کھاؤ رحیم شاہ کے سر کی قسم اور کرو انکار ان سب باتوں سے جو اس نے کہیں ہیں۔ ارسلان جھوٹا نکلا تو میں سوچوں گا، مار کر اسے ہمیشہ کے لیے گھر سے نکال دوں گا اور اگر تم جھوٹی نکلیں تو رحیم شاہ کو تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کرنا ہوگا۔" کریم شاہ طیش کے عالم میں خود ہی فیصلہ سنا گئے۔ شرمین نے ذلت وشرمندگی سے جھکے باپ کے چہرے کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں اسے اپنے لیے ابھی بھی یقین لرزتا دکھائی دیا۔ اس پر ان کا یقین لڑکھڑایا ضرور تھا مگر اب بھی موجود تھا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور اسی یقین کے سہارے وہ بولنا شروع ہوئی۔

"بابا جان یہ سچ ہے کہ روحیل آفندی نے آج مجھ سے کینٹین میں بات کی اور وہ رشتے کے سلسلے میں اپنے والدین کو میرے گھر بھیجنا چاہتا تھا......" وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ ایک زور دار تھپڑ سے لڑکھڑاتی ہوئی دور جا گری۔ رحیم شاہ نے اس کی بات مزید سننے سے انکار کردیا تھا۔ اس کی بات ادھوری ہی رہ گئی وہ جھوٹی قرار پا گئی تھی۔ ارسلان شاہ کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ جیت گیا ہو۔ وہ صرف زمین پر ہی نہیں ان سب کی نظروں سے بھی گر گئی تھی۔

"کتنی بے حیاء ہے یہ لڑکی رحیم شاہ کس بے غیرتی سے یہ اپنے عشق و محبت کے قصے سنا رہی ہے ارے میں تو اسے ہیرا سمجھ کر اپنی بہو بنا رہا تھا مگر یہ تو کیچڑ میں پڑا پتھر نکلی۔ میں ابھی اسی وقت اپنے بیٹے کی منگنی ختم کرتا ہوں۔ رحیم شاہ اور اب تم سے تعلق بھی اس شرط پہ ممکن ہے کہ تم اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کردو۔" کریم شاہ ارسلان کو ساتھ لیے اپنا فیصلہ سنا کر شاہ ولا سے چلے گئے تھے۔

◉......☾......◉

"بابا جان ہماری بہن ایسی نہیں ہے......" جمشید شاہ کسی صورت ماننے کو تیار نہ تھے۔

"اگر ایسی نہیں ہے تو اس نے قسم کیوں نہ کھائی اس نے خود اقرار کیا کہ وہ لڑکا ہمارے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہے۔" رحیم شاہ طیش کے عالم میں گرجے تھے۔

"پر بابا جان وہ اس لڑکے کا عمل تھا اس میں ہماری بہن کا کیا قصور......" حسن شاہ بھی بہن کی حمایت میں بولے۔

"کیا قصور ہے اس کا...... میرے بھائی کے سامنے میری عزت دو کوڑی کی کردی اب تک تو پورے خاندان میں خبر پھیل چکی ہوگی۔ کل پورا خاندان مجھ سے سوال کرے گا کہ دھوم دھام سے کی گئی منگنی دو دن بھی کیوں نہ چل سکی۔ کیا جواب دوں گا میں...... برسوں کی بنائی عزت اس نے ملیامیٹ کردی...... میرا اب اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں اگر تم لوگ اس سے تعلق رکھنا چاہتے ہو تو یہ جان لو کہ میں تم لوگوں سے بھی قطع تعلق کرلوں گا میں سمجھ لوں گا کہ میری کوئی اولاد تھی ہی نہیں۔" وہ بیٹی جو کل تک رحیم شاہ کو بے حد پیاری تھی اب اس بیٹی سے زیادہ عزت پیاری ہوگئی تھی رحیم شاہ کو۔ وہ اب اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہٹنے والے تھے۔ وہ دروازے کی اوٹ سے سب کچھ سن رہی تھی۔ نہ جانے اس کی کیا خطاء تھی جو وہ یوں بابا جان کے دل سے اتر گئی تھی۔ کیا بابا جان سے کوئی بھی آ کر اس کے خلاف کچھ بھی کہہ دے گا تو وہ اسے قبول کرلیں گے کیا انہیں اپنے خون اپنی تربیت پہ اعتبار نہیں۔

"شاہ صاحب اولاد سے غلطیاں ہوجاتی ہیں ماں باپ ہی معاف کرتے ہیں آپ بھی ہوش سے کام لیں کریم بھائی کو سمجھائیں بے شک وہ منگنی ختم کردیں مگر یوں ہماری جگ ہنسائی نہ کریں ہم سے ناتہ نہ ختم کریں۔" شاہ بیگم پہلی بار بولیں تھیں اس کے لیے اس کے دل کو کچھ ڈھارس ہوئی۔

اسے یوں ہمت نہیں ہار دینی چاہیے چپ رہی آج تو سب کچھ ختم ہوجائے گا۔ ایک بار اور کوشش کرکے اپنی بے گناہی کا یقین دلانا چاہیے بابا جان کو دل میں امید جاگی تو ہمت کرکے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"بابا جان...... میں بے قصور ہوں میں نے ایسی کوئی غلط حرکت نہیں کی جس سے آپ کی عزت پر حرف آئے۔ ارسلان شاہ نے جو بھی کہا وہ سب جھوٹ تھا بابا جان......" وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ رحیم شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔

"اگر ارسلان شاہ جھوٹا تھا تو تم نے ہماری قسم کیوں نہ کھائی؟ تم نے خود اعتراف کیا سب کے سامنے کہ تم اس لڑکے کے ساتھ تھیں اور وہ رشتہ بھیجنا چاہتا ہے اب کس منہ سے تم اسے جھوٹا کہہ رہی ہو۔ ایک بات یاد رکھو شرمین تمہاری کوتاہیوں کی وجہ سے میں اپنے بھائی کو کھونا نہیں چاہتا۔ تمہارے حوالے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے میں فیصلہ کرچکا ہوں۔'' دوٹوک' بے لچک انداز میں وہ اپنا فیصلہ سنا گئے اور شرمین کو یوں لگ رہا تھا کہ عزت سے جینا اب اس کے لیے ناممکن ہے۔

''جس لڑکے کے ساتھ تم رنگ رلیاں منانی آئی ہو'ہم جلد از جلد تمہارا اس سے نکاح کرکے رخصت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' نہ ہم سے نہ شاہ ولا کے کسی اور فرد سے اور میرے فیصلے کے خلاف جاکر اگر کسی نے تم سے تعلق رکھنے کی کوشش کی تو پھر وہ مجھ سے اور شاہ ولا سے لاتعلق سمجھے خودکو۔'' شاہ ولا کا سخت گیر سربراہ اپنا فیصلہ سنا کر وہاں سے جاچکا تھا۔ شاہ ولا کی بیٹی اب گھر سے دربدر ہوچکی تھی۔ رحیم شاہ کے سخت بیان کے بعد دونوں بھائی اب بہن سے نگاہیں چرا رہے تھے۔

شرمین تڑپ کر ماں کی طرف بڑھی۔ ماں وہ جو تپتے ریگستان میں پیاس سے بلکتے بچے کی دوڑی تھی۔ وہ جو بن باپ کے پیدا ہونے والے بچے کے لیے لڑی تھی۔ ماں جو تپتی دھوپ میں گھنا سایہ تھی' وہ بھی گھنے سائے کی طرف باپ کے لفظوں کی سنگ باری سے گھبرا کر دوڑی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ماں کوئی معجزہ کردے گی۔ باپ کے دل میں اس کے لیے چھائی بے اعتباری دور کردے گی۔ پر ماں نے نظریں پھیر لیں۔

''میں کچھ نہیں کرسکتی تمہارے لیے شرمین' تم نے اپنے لیے راہ خود چنی ہے' تمہیں اکیلے ہی اس پر چلنا ہوگا۔'' باپ کے الفاظ نے اسے اتنی تکلیف نہ دی تھی جتنی تکلیف اسے ماں کے لفظوں سے ہوئی تھی۔ بابا جان نے اگلے کچھ دنوں میں روحیل آفندی کے بارے میں سب کچھ معلوم کروالیا تھا' صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اس کے گھر پہنچ کر اس کے والدین کے سامنے خوب لعن طعن بھی کیا اور بیٹی کو ورغلانے کا الزام بھی لگایا' بہت خوش نصیب تھا روحیل آفندی کہ اس کے ماں باپ کا اس پر اعتبار ایک پل کو بھی نہ لرزا تھا۔

⊙......☾......⊙

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

شرمین کب سے گلاس وال سے لگی باہر ہوتی موسلا دھار بارش کو برستا دیکھ کر اپنے ماضی کو کسی فلم کی طرح ذہن کے پردے پر چلتا دیکھ رہی تھیں۔ ان کی خوب صورت آنکھوں میں اداسی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اداسی جس نے مستقل ان کی آنکھوں میں بسیرا کر رکھا تھا' ماں باپ سے جدائی کا غم آج بھی ان کے دل میں آگ کی مانند دہک رہا تھا۔

''لگتا ہے بیٹے کی یاد ستا رہی ہے ہماری بیگم کو۔'' روحیل کب ان کے عقب میں آکھڑے ہوئے انہیں پتا ہی نہ چلا۔ وہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے پلٹیں۔

''بابر کا فون آیا تھا ابھی...... کہہ رہا تھا وہاں سب بہت اچھے ہیں...... بس آپ لوگ عید پہ پاکستان آنے کی تیاری مکمل رکھیں......'' وہ مسکرا کر کہنے لگیں۔ ''اور جانتے ہیں کہہ رہا تھا اب کی بار فون کرے گا تو اماں جان سے بھی بات کرائے گا۔'' وہ بچوں کی طرح خوش ہوکر بتا رہی تھیں۔

''پھر کیا ارادہ ہے شرمین بیگم' پھر کب میکے جانے کی تیاریاں پکڑ رہی ہیں آپ؟'' انہیں خوش دیکھ کر روحیل نے ازراہ مذاق انہیں چھیڑا مگر لفظ میکہ ان کے دل پہ گھونسا بن کر لگا۔

''میکہ...... میکہ...... ایسا ہوتا ہے روحیل...... میکہ تو بیٹی کا مان ہوتا ہے' پھر میرا میکہ میرا مان کیوں نہیں ہے۔'' وہ کہتے کہتے اچانک رو پڑیں۔

''شرمین ماضی میں جو ہوا وہ بہت برا ہوا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کے بابا جان کی جگہ کوئی اور باپ ہوتا تو شاید وہ بھی یہی کرتا۔'' وہ ان کا ہاتھ تھامے نرمی سے سہلاتے ہوئے بولے۔

''اور آپ کا مان تو میں ہوں شرمین۔ مان کس پر کیا جاتا ہے؟ کسی بہت اپنے پر' جس پر دل کو اعتبار ہو کہ دنیا ساتھ چھوڑ جائے پر وہ پھر بھی آپ کے ساتھ رہے...... کیا میں اس اعتماد اور مان کے لائق نہیں ہوں۔'' انہوں نے پیار

www.Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے شرمین کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے پوچھا۔

''آپ ہی تو میرا مان' میرا اعتبار' میری محبت' میرا سب کچھ ہیں' اگر آپ میرے ساتھ نہ ہوتے تو میرے لیے زندہ رہنا مشکل تھا روحیل۔'' وہ ان کے سینے سے لگے پوری سچائی سے بول رہی تھیں۔

یہ حقیقت تھی کہ جس طرح بابا جان نے روحیل پہ الزامات لگا کر اس کی اور اس کے گھر والوں کی تذلیل کی تھی وہ بری طرح ٹوٹ چکی تھی اس کا وجود کرچی کرچی ہو چکا تھا' اسے حقارت سے اس گھر سے نکالا جا رہا تھا اور جس کے حوالے کیا جا رہا تھا اس کی بھی خوب تذلیل کی گئی تھی' گویا ان کے دامن کو داغدار کرنے کی پاداش میں اس سے عزت سے جینے کا حق چھین لیا گیا تھا۔ روحیل کے گھر والے معاملے کی باریکیوں کو سمجھتے اس شادی کے لیے رضامند ہو چکے تھے اور یوں شرمین رحیم شاہ فقط دس دنوں میں پہلے شرمین ارسلان شاہ اور پھر باضابطہ طور پر شرمین روحیل آفندی بن کر آفندی ہاؤس میں آ گئی۔ اس گھر میں قدم رکھتے وقت وہ اکیلی نہ تھیں ان کے ساتھ ساتھ خوف و خدشات نے بھی قدم رکھا تھا۔ انہیں ڈر تھا کہ جس طرح انہیں زبردستی' الزام تراشیوں کے ساتھ روحیل آفندی پر مسلط کیا گیا ہے' روحیل انہیں وہ عزت و مقام نہ دے پائیں گے جو ایک بیوی کا حق ہوتا ہے۔ پر ان کے سارے خدشات غلط ثابت ہوئے' روحیل آفندی ہی نے نہیں ان کے والدین نے بھی اسے پورے عزت و وقار کے ساتھ اپنایا تھا۔ روحیل اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور ان کے والدین بیٹے کو خوش دیکھ کر خوش تھے۔ یہ ان کی محبت اور شرافت تھی کہ آج وہ ایک بھرپور زندگی گزار رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کی اکلوتی اولاد بھی ان کی زندگی کے اس گہرے راز سے ایک عرصہ تک ناواقف رہی۔

''کبھی کبھی میں سوچتا ہوں شرمین یہ میری محبت کی شدت تھی جو آپ مجھے ملیں' مگر اس کے لیے جو اذیت آپ نے سہی میں اس پر اکثر شرمندہ ہو جاتا ہوں۔'' آج برسوں سے دل میں دبے ملال کا انہوں نے اظہار کیا۔

''آپ کیوں شرمندہ ہوتے ہیں روحیل' میرے ساتھ جو ہوا میں نے آج تک اللہ سے اس پر شکوہ نہ کیا۔ میں اللہ کے فیصلوں میں چھپی مصلحتوں کی قائل ہوں۔ ارسلان کی برائی مجھے آپ جیسے خوب صورت دل و شخصیت کے مالک انسان تک پہنچانے کا ذریعہ بنی۔ زندگی کے بعض بھیانک موڑ انسان کو اس کی صحیح منزل تک پہنچانے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ میرے ساتھ جو ہوا اس میں میرے لیے بھلائی چھپی تھی۔ میں بے گناہ تھی اور آپ میری بے گناہی کا انعام ہیں روحیل۔'' انہوں نے سر اٹھا کر اپنے محبوب شوہر کو دیکھا جن کی آنکھوں میں اب بھی ان کی محبت کی چمک واضح تھی۔

◉......☾......◉

''تم نے مس کی کل کی شاپنگ' ہمیں بے حد مزہ آیا اور مزے کی بات بتاؤں۔ یہ جو اپنا کزن بابر ہے ناں اس کی چوائس بڑی زبردست ہے۔ امی اور تائی نے تو اس بار اس کی پسند سے کپڑے خریدے ہیں۔'' ابھی کچھ دیر پہلے ہی حدیقہ کے آرڈر کیے گئے کپڑے شاہ ولا پہنچے تھے اور وہ انہیں چیک کر رہی تھی جبکہ نازیہ اس کے ساتھ بیٹھی کل کی شاپنگ کے قصے سنا رہی تھی۔

''تم نے نہیں خریدے بابر کی پسند سے کپڑے۔'' حدیقہ نے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

''ناں! میری اپنی پسند کمال کی ہے' پر حدیقہ اس بندے کی شخصیت کا کوئی جواب نہیں یار......اس کے بات کرنے کا سلیقہ ہی الگ ہے۔ یوں جیسے لوگوں سے بات کرتا ہی وہ ان کے دل جیتنے کے ارادے سے ہو۔ برٹش نیشنالٹی ہے' بزنس مین باپ کا اکلوتا بیٹا ہے' پر نہ گھمنڈ' نہ غرور' میٹھا لب و لہجہ' خوب صورت انداز گفتگو آج کے زمانے میں کہاں ہوتے ہیں ایسے لوگ۔'' نازیہ بابر کی تعریفوں میں رطب اللسان تھی اور حدیقہ اسے مشکوک نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

''اس کی شخصیت کے اتنے رنگوں کا تو میں نے جائزہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں لیا البتہ تمہارا اس درجہ متاثر ہونا مجھے ضرور کھٹک رہا ہے۔" حدیقہ کا انداز اسے چھیڑنے والا تھا۔

"وہ ہے ہی متاثر کرنے والی شخصیت کا مالک۔ سواب اس میں میرا کیا قصور۔" عجب بے نیازی تھی نازیہ کے انداز میں حدیقہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"ویسے ایک مزے کی بات بتاؤں۔ بابر نے ہم سب سے چھپ کر کسی کے لیے ایک ڈریس خریدا ہے۔ پنک کلر کا انتہائی خوب صورت سا۔"

"جب سب سے چھپ کر خریدا تو تمہیں کیسے پتا چل گیا اس ڈریس کا۔" حدیقہ نازیہ کی باتوں سے مشکوک ہو رہی تھی۔

"اب تم مجھے انڈر اسٹیمیٹ کر رہی ہو حدیقہ۔ تم اچھی طرح جانتی ہو میری نظروں سے کچھ نہیں چھپا رہ سکتا۔" نازیہ نے بھنویں اچکا کر یاد دلایا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ یہ سچ تھا کہ نازیہ کی نظر ہر جگہ ہر ایک پر ہوتی وہ ان کے گروپ کی بہترین مخبر تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کس کے لیے خریدا ہوگا ڈریس؟" حدیقہ کو بھی تھوڑی کھد بد ہوئی۔

"یہ تو دیکھنا پڑے گا کہ کزن صاحب کس کے چکر میں ہیں۔" نازیہ نے معنی خیز انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا تو وہ بھی ہنس پڑی۔

"ارے تم اپنے ڈریس کے ڈیزائنز تو دکھاؤ۔" نازیہ اب حدیقہ کے ملبوسات دیکھنے میں مگن ہوگئی تھی۔

◎......☾......◎

اس کے چاروں طرف شیلف پر کتابیں سجی ہوئی تھیں شیکسپیئر ووڈز ورتھ کیمبرج کیٹس ولیم سے لے کر...... پریم چند عصمت چغتائی منٹو مشتاق احمد سے لے کر مستنصر حسین تارڑ کے سفرناموں تک غرض کتابوں کا ایک جہاں تھا جہاں وہ سحر زدہ سا ان کتابوں میں کھویا ہوا تھا۔ رحیم شاہ ناک پر عینک ٹکائے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"برخوردار آپ کی دلچسپی کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ کے والدین اردو انگریزی دونوں ہی ادب کا ذوق رکھتے ہیں۔" بہت دیر تک اسے کتابوں میں گم دیکھ کر بالآخر وہ بول پڑے۔

"دادا جان! میری ماما کو انگریزی اور اردو ادب دونوں سے ہی کافی شغف ہے انہوں نے بھی آپ کی طرح گھر میں لائبریری بنائی ہوئی ہے پر ماما کی لائبریری میں ان کے پسندیدہ مصنفوں کی تصانیف ملیں گی پر آپ نے ہر مصنف کو یہاں جمع کر رکھا ہے میں بہت متاثر ہوا ہوں دادا جان۔" اسے واقعی یہ لائبریری اچھی لگی تھی۔

"میں ان کتابوں کا تن تنہا وارث ہوں برخوردار میرے بیٹے بہوؤں کو شوق ہے نہ ہی میرے پوتوں پوتیوں کو...... سچ کہوں تو کبھی کبھار بڑی کمی محسوس ہوتی ہے ایک ایسے انسان کی جو میرے ساتھ ان کتابوں پہ بحث کرے میرے ساتھ یہاں بیٹھ کر کتابیں پڑھا کرے کبھی میں اس کی ذہانت سے لاجواب ہوں تو کبھی وہ میرے تجربے کی دھاک سے متاثر ہو...... بڑی کمی محسوس ہوتی ہے اب ایک ایسے انسان کی۔" وہ عینک اتار کر اپنی کرسی سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بول رہے تھے۔ بابر نے بہت غور سے انہیں دیکھا اسے بس ایک لمحہ لگا جاننے میں کہ جس شخص کو وہ یاد کر رہے ہیں وہ اس کی ماما ہی ہیں۔ ہوتے ہیں ناں بعض غم ایسے جو اپنوں سے کہے نہیں جا سکتے...... انہیں کہنے کے لیے انسان اکثر ایک اجنبی کی تلاش میں رہتا ہے جو اس کا غم دکھ سنے نہ نصیحت کرے نہ مشورے دے بس سن کر ان کا غم ہلکا کردے۔ وہ بھی اس وقت یہی کر رہے تھے۔ لوہا گرم تھا یہی وقت تھا چوٹ لگانے کا۔

"دادا جان اگر آپ کی بیٹی ہوتی ناں تو میں سو فیصد یقین سے کہہ رہا ہوں کہ وہ ضرور آپ کی طرح کتابوں کی رسیا ہوتی۔ بڑے بزرگ کہتے ہیں ناں جو بیٹیاں ہوتی ہیں وہ باپ سے زیادہ قریب ہوتی ہیں ان کی عادتیں چرا لیتی ہیں اور جو بیٹے ہوتے ہیں وہ ماں سے نزدیک اب مجھے ہی دیکھ لیں اپنی ماما کی طرح ان کتابوں کا شوقین اور میری ماما اپنے بابا کی طرح کتابوں سے شغف رکھتیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہیں۔" وہ بڑے عام سے لہجے میں ان سے کہہ رہا تھا' بناء دیکھے بھی وہ جان سکتا تھا کہ رحیم شاہ کا چہرہ اس پل دھواں دھواں ہو رہا ہوگا۔ تیر نشانے پہ لگا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ رحیم شاہ اندر ہی اندر اس کی ماما کو آج بھی یاد کرتے ہیں۔

"اچھا...... برخوردار ذرا اپنے خاندان کے بارے میں تو بتاؤ ہمیں' جب سے آئے ہو تم سے تفصیلی بات نہ ہوسکی۔" وہ اب خود کو کمپوز کر کے اس سے پوچھنے لگے۔ آج پہلی بار انہیں اس لڑکے میں دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔

"میں اپنے ماما' پاپا کا اکلوتا بیٹا' جب پانچ سال کا تھا تو ہم یہاں سے برطانیہ شفٹ ہوگئے۔" وہ اب اپنے اور اپنے خاندان کے بارے میں باتیں بتا رہا تھا۔

"دادی جان میں نے سنا تھا اپنی ماما سے پاکستان میں لڑکیاں بڑی سلیقہ شعار اور سگھڑ ہوتی ہیں مگر اب تک تو مجھے کوئی بھی سلیقہ شعار اور سگھڑ لڑکی اپنے اردگرد نظر نہیں آئی۔" وہ ہمایوں کے ہمراہ بیٹھا اس کی مانو بلی سے کھیلتا ہوا سیڑھیوں سے اترتی حدیقہ پر چوٹ کر رہا تھا۔

"ارے بیٹا! اب یہاں کی ساری لڑکیاں بھی مغربی رنگ میں ڈھل چکی ہیں' سلیقہ شعاری اور سگھڑاپا اب صرف لڑکیوں کی ماؤں میں ملے گا تمہیں۔" شاہ بیگم نے بڑے مزے سے اس کے تبصرے پر تبصرہ کیا۔ وہ شرارت سے حدیقہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے گھورتے ہوئے کچن میں شگفتہ کے پاس چلی گئی۔

"یعنی اب باہر ملکوں میں موجود لڑکوں کو پاکستان آنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ جب مغرب زدہ لڑکیاں چاہیے تو جینٹس پیس سے ہی شادی کریں ناں۔" بابر دور کی کوڑی لایا تھا۔ ہمایوں کا ہنس ہنس کر پیٹ میں درد ہوگیا۔

"یہ تو تم نے بالکل صحیح نکتہ اٹھایا میرے بھائی۔ آپ کیا کہتی ہیں اس بارے میں چچی جان۔" پاس بیٹھی نازیہ کے سر میں تیل کا مساج کرتی ناہید کو بھی ہمایوں نے اس گفتگو میں گھسیٹ لیا۔

"میں خوب سمجھ رہی ہوں تم دونوں کا اشارہ میری پیاری پیاری بیٹیوں کی طرف ہے۔" ناہید نے ان دونوں کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ نازیہ نے ذرا سی آنکھیں کھول کر ہمایوں کو دیکھا اور مکا بنا کر ڈرایا۔

"نہیں...... نہیں بالکل بھی نہیں۔ آپ کی صاحب زادیاں مغربی رنگ میں کہاں' وہ تو مغلیہ دور کی شہزادیوں کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں ناک پہ مکھی بھی بیٹھنے نہیں دیتیں اور تیر تلوار لے کر ہمہ وقت حملے پر آمادہ رہتی ہیں۔"

ہمایوں فل فارم میں آچکا تھا کہ اچانک ہی اس کے سر سے کوئی چیز ٹکراتی ہوئی گود میں آگری' آہ کی آواز کے ساتھ اس نے اس چیز کو گود سے اٹھا کر دیکھا تو وہ پیاز نکلی۔ گردن گھما کر دیکھا تو حدیقہ اسے ہی خون خوار تیوروں سے گھور رہی تھی۔

"دیکھا! شروع ہوگیا ناں حملہ۔" اپنی بات کہہ کر وہ فوراً جھک گیا اور اگلی پیاز ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے بابر کے ماتھے سے ٹکرائی۔ اچانک ہونے والے حملے نے اسے بوکھلا دیا۔

سو آج ہم بھی محبوبہ کے ہاتھوں پیاز کی مار کھا کر عاشقوں میں نام لکھوا بیٹھے۔ دل ہی دل میں خود کو تسلی دیتے ہوئے بابر نے کراہتے ہوئے بڑی معصومیت سے شاہ بیگم کو دیکھا تھا۔

"حد ادب لڑکی...... تمہیں ہرگز گھر کے مہمانوں پہ یوں سبزی سے حملے کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔" ہمایوں نے بابر کی حمایت میں بیان جاری کیا۔ نازیہ غیر متوقع طور پر اس تمام صورت حال پہ خاموش تھی۔

"ہمیں جن جن خطابات سے نوازا گیا اس کا عملی ثبوت مہمان کو دینا بھی تو ہم پر فرض ہے ناں۔" حدیقہ نے شاہ بیگم کے پاس بیٹھتے ہوئے ان کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

بابر نے اس پل بڑی دلچسپی سے اسے دیکھا تھا' حدیقہ بڑی حاضر جوابی سے ہمایوں کی چھیڑ چھاڑ کا مقابلہ کر رہی تھی۔ صحیح اس کے عشق میں باؤلے ہوئے ہو میاں بابر تم...... دل نے بڑی آہستگی سے اسے سراہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جمعہ کا مبارک دن تھا۔ وہ سب نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد لاؤنج میں بیٹھے گفتگو میں مگن تھے۔ جب شاہ ولا میں داخل ہونے والی شخصیت نے ان سب کو چونکا دیا۔

"آؤ ارسلان کریم شاہ، آج چچا جان کی یاد کیسے آ گئی۔" رحیم شاہ اٹھ کر اس سے ملے تھے۔ البتہ جمشید اور حسن شاہ اپنی جگہوں پہ بیٹھے رہے۔ بابر نے بہت غور سے ارسلان کریم شاہ کو دیکھا تھا۔

"چچا جان آج میں آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں۔ بڑی امید لے کر، بڑی آس لے کر۔" ارسلان شاہ جیسا اکھڑ مزاج انسان جو شاہ ولا کے لوگوں سے بامشکل سال میں ایک آدھ بار ملاقات کرتا تھا، آج یوں اچانک آ کر منت آمیز لہجے میں التجا کرتا ان سب کو ورطہ حیرت میں ڈال رہا تھا۔

"کہو ارسلان شاہ کیا معاملہ ہے، کھل کر بات کرو۔" رحیم شاہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ باقی گھر کے افراد سے مل کر رحیم شاہ کے برابر میں آ بیٹھا۔

"چچا جان میری بیٹی کاشانہ کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔ اس کا نکاح ختم کر دیا ہے اس کے سسرال والوں نے۔"

"نکاح ختم کر دیا...... ارسلان شاہ، ایسے کیسے ختم کر دیا...... کوئی وجہ تو ہوگی ناں چند ماہ پہلے ہی تو تم نے بڑی دھوم دھام سے کاشانہ بیٹی کا نکاح کیا تھا۔" شاہ بیگم تعجب سے پوچھنے لگیں، کچھ تھا ان کے لہجے میں جس نے ارسلان شاہ کے چہرے پر شرمندگی بکھیر دی۔ ان کا سر مزید جھک گیا۔ نہ جانے شرمندگی سے یا ندامت سے...... شاہ بیگم بغور ارسلان شاہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"الزام لگایا ہے انہوں نے میری معصوم بچی پر کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے، میری بچی کے کردار پر انگلی اٹھائی ہے...... پر میں جانتا ہوں چچی جان میری بیٹی ایسی نہیں۔" وہ تڑپ کر بولے تھے مگر شاہ بیگم کے چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی ان کے لب سل گئے...... ان کے لب خاموش تھے پر آنکھیں بول رہی تھیں۔ بے تحاشہ بول رہی تھیں، چیخ چیخ کر بول رہی تھیں اور ارسلان شاہ ان بولتی آنکھوں کے سامنے مزید کچھ بولنے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔

"ہم سے کیا مانگنے آئے ہو ارسلان شاہ۔ ہم نے بھی تو اپنی بیٹی کھوئی، دوسروں کی باتوں پہ یقین کیا اور بیٹی کو بے مول کر کے گھر سے نکال دیا...... بیٹی والے اور کر بھی کیا سکتے ہیں جب ان کے دامن پہ کیچڑ اچھالی جائے...... تم بھی یہی کرو ارسلان شاہ، کاشانہ کے سسرال والوں کی گواہی کو معتبر جانو اور اس شخص کے ساتھ چلتا کرو اپنی بیٹی کو جس کے ساتھ اس کا نام جوڑا جا رہا ہے۔" بہت دیر بعد لب ہلے تھے شاہ بیگم کے اور ارسلان شاہ کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ کیسی کاٹ تھی شاہ بیگم کے لہجے میں۔

"اس صورت حال میں ہم کیا کر سکتے ہیں ارسلان میاں...... تمہارے گھر کا معاملہ ہے، تم خود بہتر انداز میں نبٹا سکتے ہو۔" رحیم شاہ نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا۔ ان کے چہرے پر اس وقت اذیت بھرے تاثرات تھے۔

"آپ لوگ کر سکتے ہیں چچا جان...... صرف آپ لوگ ہی میری مدد کر سکتے ہیں، جمیری مشکل آسان کر سکتے ہیں۔" وہ گڑگڑائے تھے۔ رحیم شاہ نے چونک کر دیکھا، چھٹی حس نے اچانک کچھ گڑبڑ ہونے کا احساس دلایا تھا۔

"جو بھی کہنا ہے ارسلان شاہ کھل کر کہو۔"

"چچا جان، میں نے ظلم کیا تھا، میں نے بہتان لگایا تھا شرمین پہ...... اس کا کردار صاف تھا، اس کا دامن اجلا تھا، میں نے اپنی غرض کے تحت اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ اس کا دامن داغدار کر ڈالا تھا۔" آج ارسلان شاہ نے اپنے گناہ کا اعتراف کر رہا تھا۔ وہاں یک دم سناٹا چھا گیا۔ رحیم شاہ کے چہرے پہ جہاں غضب ناک تاثرات چھائے وہیں جمشید اور حسن شاہ کے چہرے پہ غیرت سے کھولتا خون دوڑ گیا۔ شاہ بیگم اور بابر البتہ پرسکون سے اس اعتراف جرم کو سن رہے تھے۔

"میں شرمین سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں کشور کو پسند کرتا تھا، مگر بابا جان سے کہنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔ بابا جان نے جب شرمین سے رشتہ طے کیا میں چاہ کر بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

انکار نہ کرسکا۔ انکار کی صورت میں مجھے بابا جان جائیداد سے عاق کردیتے۔ میں نے خود پر جبر کرکے یہ منگنی کی تھی اور روز شرمین سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈتا رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اسے ساری حقیقت بتادوں تاکہ وہ خود شادی سے انکار کردے اور جیسے ہی مجھے علم ہوا کہ شرمین نے یونیورسٹی جانا شروع کردیا ہے میں اس سے ملنے یونیورسٹی جا پہنچا۔" اتنا کہہ کر کچھ ثانیے رکے سب کے چہرے پر پھیلا تناؤ مزید بڑھ گیا تھا۔

"اس کی دوست نے بتایا کہ وہ کینٹین گئی ہے میں کینٹین پہنچا' شرمین اپنی سہیلی کے ساتھ تھی جب اسے اس اجنبی لڑکے نے مخاطب کیا تھا' اس لڑکے نے بڑی شرافت سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرکے اپنے گھر والوں کو بھیجنے کے لیے اجازت مانگی تھی' میں سب سن رہا تھا' وہ دونوں میرے سامنے تھے۔ مگر ان دونوں میں سے کسی نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں بے تابی سے شرمین کے جواب کا منتظر تھا اور اس نے دوٹوک انداز میں اپنی منگنی کا بتا کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا' یہ اس کی کردار کی مضبوطی تھی پر میری خود غرضی کی انتہا تھی۔ مجھے راستہ مل گیا تھا مجھے اب شرمین سے بات کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے گھر آکر بابا جان کو جس حد تک شرمین سے متنفر کرسکتا تھا کیا اس پر لغو الزامات لگائے' کردار پر کیچڑ اچھالا اور پھر یہی کام بابا جان نے چچا جان آپ کے ساتھ کیا' الزامات کی بوچھاڑ کی' اس کی پارسائی کی تذلیل کی' ان سب کے پیچھے میرا ہاتھ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اور کچھ ہو نہ ہو یہ منگنی تو قائم نہیں رہ سکتی اور اس کے بعد میں جس لڑکی سے بھی کہوں گا بابا جان میری شادی کرنے کو تیار ہوجائیں گے۔ میں نے شرمین سے کہا وہ قسم کھائے کہ اس لڑکے کو وہ نہیں ملی تھی اور اس لڑکے نے اسے پرپوز نہیں کیا تھا' یہ ادھورا سچ تھا اور اس سچ کو شرمین باپ کے سر کی قسم کھا کر جھٹلا نہیں سکتی تھی' میں یہ جانتا تھا اور یہی ہوا اس نے قسم نہ کھائی اور سب کی نظروں سے گر گئی۔ میں یہ عیارانہ کھیل' کھیل کر سب کی نگاہوں میں معتبر ٹھہرا' میرا کام ہوچکا تھا' بابا جان منگنی ختم کرچکے

تھے۔ اب شرمین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جاتا اس سے مجھے کوئی سروکار نہ تھا۔ مجھے اب بھی سروکار نہ ہوتا اگر آج میری بیٹی' شرمین کی جگہ نہ کھڑی ہوتی' چچا جان میں بہت برا ہوں' میں جانتا ہوں میں معافی کے قابل نہیں' مگر میں اپنی اور آپ کی بیٹی کا گناہ گار ہوں' یہ میرا گناہ ہے جو میری بیٹی کے آگے آیا ہے۔ یہ ہمت مجھ میں یونہی نہیں آئی کہ اپنا بھیانک روپ یوں سب کے سامنے بے نقاب کردوں' یہ میری بیٹی کی محبت ہے۔ جس نے مجھے سچ کہنے پر مجبور کیا' جس نے میرے دل میں پچھتاوے کے بیج بوئے' میں آج آپ لوگوں سے معافی مانگنے آیا ہوں چچا جان' میں آپ لوگوں کا گناہ گار ہوں' میں شرمین کا گناہ گار ہوں' مجھے معاف کردیں چچا جان! مجھے معاف کردیں۔" وہ روتے گڑگڑاتے معافی مانگ رہے تھے رحیم شاہ کی نظروں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا جب ان کی نظروں کے سامنے ان کی لخت جگر کو برے القابات سے نواز کر دھتکارا جارہا تھا اور وہ خود بھی ان سب میں شامل تھے...... آہ! کتنا ظلم کر بیٹھے' اپنی بیٹی' اپنے خون پہ اعتبار نہ کیا...... اوروں کی بات

نظم

ان سرد شاموں میں
تجھے یاد کرتی ہوں
تجھے اپنے ساتھ محسوس کرتی ہوں
خیالوں ہی خیالوں میں
تجھے اپنا حال سناتی ہوں
کبھی ہنستی ہوں تو کبھی روتی ہوں
دنیا کی بھیڑ میں تجھے یاد کرتی ہوں
سوتی ہوں تو خواب میں تیرا ہی نام لیتی ہوں
ہر وقت تمہاری یاد میں رہتی ہوں
تیرے ہی نام پر زندہ ہوں
اور
اسی طرح رہنا اچھا لگتا ہے

سیدہ فائزہ رازق...... گڑھی سیداں

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پر بھروسہ کرکے پتھر دل بن کر اپنے جگر کے ٹکڑے کو گھر سے دھتکار دیا۔ انہوں نے سخت نظروں سے گڑگڑاتے ہوئے ارسلان شاہ کو دیکھا۔ یک دم انہیں احساس ہوا وہ ارسلان شاہ نہیں ہے ارسلان شاہ ہو ہی نہیں سکتا' ارسلان شاہ ایک خود غرض' گھمنڈی اور فریبی انسان کا نام تھا' مگر یہ گڑگڑاتا ہوا شخص ایک باپ تھا' ایسا باپ جس کے گناہوں کی سزا اس کی بیٹی کو ملی تھی اور بیٹی کا درد کیسا ہوتا ہے یہ وہ بخوبی جانتے تھے' وہ ترحم آمیز نظروں سے اس روتے گڑگڑاتے شخص کو دیکھنے لگے۔

"چچی جان میں بہت گناہ گار ہوں آپ کا..... آپ کی بیٹی کا' مجھے معاف کردیں' آپ جو کہیں گی کروں گا' شرمین سے بھی معافی مانگ لوں گا مگر مجھے معاف کردیں' میں نہیں چاہتا میرے گناہ میری بیٹی کی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بنیں۔" رحیم شاہ کو خاموش دیکھ کر وہ اب شاہ بیگم کی طرف بڑھا تھا۔ پر انہوں نے غصے سے منہ پھیر لیا تھا۔ جمشید اور حسن شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے بیٹھے اس شخص کی گردن مروڑ ڈالیں' مگر وہ انتظار کررہے تھے رحیم شاہ کا کہ وہ خود اس خود غرض شخص کو سزا دیں۔

"کیسے معافی مانگو گے شرمین سے ارسلان شاہ' اس سے معافی مانگنے کے لیے پہلے تمہیں اسے ڈھونڈنا پڑے گا۔ کہاں ڈھونڈو گے اسے وہ تو ہم سے بچھڑ گئی ہے۔" ان کے چہرے پہ سارے زمانے کی تھکن نے بسیرا کرلیا تھا۔ ان کا لہجہ بے حد شکستہ تھا۔ اس سے پہلے کہ ارسلان شاہ کچھ کہتا وہ پھر بول اٹھے۔

"گھر جاؤ ارسلان شاہ اور دعا کرو میری بیٹی مجھے مل جائے تاکہ تمہیں معافی مل سکے..... یاد رکھنا تمہاری وجہ سے میری بیٹی مجھ سے دور ہوئی ہے' جب تک وہ نہیں ملے گی تم یونہی ہلکان رہو گے اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لیے۔" فیصلہ ہو چکا تھا' ارسلان شاہ فیصلہ سن کر ششدر رہ گئے۔ رحیم شاہ نے نہ پہلے اپنا فیصلہ بدلا تھا نہ ہی اب بدلنے کا کوئی امکان تھا' ارسلان شاہ کو نامراد ہی شاہ ولا سے لوٹنا پڑا تھا۔

اسے اب پتا چلا تھا کہ وہ جو سب کچھ ٹھیک کرنے چلا تھا' وہ اس کا نہیں اللہ کا ارادہ تھا۔ کتنے ہی منصوبے بنائے تھے اس نے اپنی پاپا کو واپس شاہ ولا میں لانے کے' مگر جو چال اللہ نے چلی تھی کیا اس سے بہترین کوئی چال ہو سکتی تھی۔ ارسلان شاہ اپنے مکافات عمل سے گھبرا کر خود ہی سچائی سے پردہ اٹھا گئے۔ اس کی ماں کا دامن اب صاف ہو چکا تھا۔ بابر کو آج سمجھ آیا تھا کہ شرمین کو شاہ ولا میں واپس لانا اس کا نہیں اللہ کا فیصلہ تھا اور وہ تو صرف ایک وسیلہ بنا تھا' انہیں ملانے کا اور کتنی خوب صورتی سے اللہ نے حالات اس کی ماں کے حق میں موڑ دیئے تھے۔ بے شک اللہ بڑا کارساز ہے۔ بہترین عدل وانصاف کرنے والا اور اس سے بہتر چال چلنے والا کوئی بھی نہیں......!

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے' پر تب بھی جب وہ منظر پہ آتا ہے' خوب پھلتا ہے' پھولتا ہے' شور مچاتا ہے' لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے' پر سچ نہ شور مچاتا ہے نہ واویلا کرتا ہے' بس خاموشی سے منظر پہ چھا جاتا ہے' اسے اپنا یقین دلانے کے لیے نہ ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے نہ شور شرابے کی' سچائی میں بڑا اثر ہوتا ہے اور وہی اثر دلوں تک پہنچتا ہے اور اپنا آپ منوالیتا ہے۔ اور پھر شور مچاتا جھوٹ ایسے ہی رہ جاتا ہے' جیسے ہوا سے خالی کوئی غبارہ......!

انہیں درد اٹھا تھا دل میں...... بیٹی سے کی گئی زیادتی کا احساس شدت اختیار کررہا تھا' ان کی بگڑتی حالت دیکھ کر وہ سب گھبرا گئے تھے۔ جمشید اور حسن شاہ انہیں فوراً ہسپتال لے آئے تھے۔ کچھ دیر قبل ہی ڈاکٹر انہیں بتا کر گئے تھے کہ رحیم شاہ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔ انہیں انجائنا کا اٹیک ہوا تھا۔ بابر نے یہ ساری صورت حال فون پر شرمین کو بھی بتادی تھی وہ بابا جان سے جلد از جلد ملنے کے لیے بے چین تھیں۔

چار دن اسپتال میں رہنے کے بعد وہ آج گھر آئے تھے۔ شاہ بیگم کو سامنے پاکر وہ ضبط نہ رکھ سکے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے' گھر کے سب ہی افراد ان کے یوں رونے سے گھبرا گئے تھے' ایسے موقع پر شاہ بیگم ہی نے شاہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

صاحب کو سنبھالا۔

"شاہ صاحب برسوں پہلے آپ نے اپنی من مانی کی، کسی کی نہ سنی اور اس کا نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے۔ ایک انکشاف آپ پر ارسلان شاہ نے کیا اور آپ کی آنکھیں کھول دیں اور اب جب آپ کی آنکھیں کھل ہی چکی ہیں تو ایک انکشاف میں بھی کردوں آپ پر شاہ صاحب۔" وہ سب نڈھال و دل گرفتہ سے رحیم شاہ کے گرد جمع انہیں ان کے پچھتاوے سے باہر نکالنے کی کوشش کررہے تھے کہ اچانک شاہ بیگم کے اعلان پر چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔ ان میں سے کچھ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں تو کچھ کی تجسس سے اور کچھ ایسے بھی تھے جن کی نگاہیں پل بھر کو مسکرائی تھیں ایک دوسرے کو دیکھ کر۔

"کیسا انکشاف شاہ بیگم؟" رحیم شاہ کی نظروں میں تحیر تھا۔ جبکہ لہجے میں انجانے اندیشے۔

شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے بابر کو دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے اپنے نزدیک بلایا۔ وہ مودب انداز میں ان کے پاس آ کھڑا ہوا..... جمشید، حسن، شگفتہ، ناہید سب ہی حیرت سے شاہ بیگم کو دیکھ رہے تھے۔

"اس سے ملئے شاہ صاحب، یہ ہے بابر روحیل آفندی، ہماری شرمین کا لخت جگر، ہمارا اکلوتا نواسہ!" پردہ اٹھ چکا تھا، راز بے نقاب ہوا تھا، اب باری تھی تماشہ بینوں کی حیرت میں پڑنے کی، یا پھر اس سرپرائز پر واہ واہ کرتے داد دینے کی۔

"میری شرمین کا بیٹا..... میرا نواسہ۔" وہ خوش گوار حیرت سے کہتے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور بابر کے بالمقابل جا کھڑے ہوئے۔ ان کی آنکھیں خوشی سے جھلملانے لگیں۔ اس کے نین نقش میں وہ شرمین کو کھوجنے لگے۔

"دادا جان!" وہ فرط جذبات سے کہتا ان سے لپٹ گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر گھر کے باقی افراد کی آنکھوں میں بھی آنسو جھلملا گئے جمشید اور حسن نے بھی آگے بڑھ کر بابر کو گلے لگالیا۔ شاہ بیگم خوشی سے کانپتی اس ملاپ کو دیکھ رہی تھیں۔ شگفتہ اور ناہید اپنی ماں جیسی ساس کے جذبات کو بخوبی سمجھتے ہوئے ان کا سہارا بن کر ان کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔ رحیم شاہ کمزوری کے باعث ذرا لڑکھڑائے تو بابر انہیں بے ساختہ دادا جان کہہ کر بستر پر لٹانے لگا۔

"برخوردار کیا تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ ماں کے بابا جان کو نانا جان کہا جاتا ہے۔" رحیم شاہ ہنس کر بستر پر بیٹھتے ہوئے بولے تو ماموں اور ممانیوں کے قہقہے بھی گونج اٹھے۔ شرمین کو گھر لوٹنے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ شاہ بیگم اب ان سب کو شرمین اور بابر تک پہنچنے کی داستان سنا رہی تھیں۔

ارسلان شاہ کے جھوٹ کی داستان بھی خاندان بھر میں کھل کر ہر ایک فرد کے زبان پر عام ہوچکی تھی۔ وہی لوگ جو پہلے شاہ ولا کی بیٹی پر تھوتھو کررہے تھے وہی اب ارسلان شاہ کو ملامتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

چلو آؤ

تمہاری یاد کی کرنیں
کچھ ایسے جگمگائی ہیں......
میری آنکھوں میں آنسو ہیں
میرے لب پر دعائیں ہیں
تمہارے بن میری گڑیا
سناٹا ہے خموشی ہے
فقط یادوں کی بارش ہے
یہ تاروں کی سازش ہے
یوں جینا کتنا مشکل ہے
یوں ہنسنا کتنا مشکل ہے
کوئی دل سے میرے پوچھے......!
سُونے ہیں گلی کوچے
تیری آہٹ سنوں جو میں
کھل کے پھول بن جاؤں
اور سجدے میں گر جاؤں

وقاص عمر بنگڑنو...... حافظ آباد

WWW.PAKSOCIETY.COM

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاندرات سے دو دن قبل شرمین اور روحیل کی شاہ ولا میں واپسی ہوئی تھی اور شاہ ولا خوشیوں اور محبتوں کے نور میں نہا اٹھا۔ چونکہ یہ نند سے بھاوجوں کی پہلی ملاقات تھی تو نند، نندوئی کے استقبال کے لیے دونوں بھاوجوں نے خوب اہتمام کیا تھا۔ بھائیوں نے بہن کا پرتپاک استقبال کیا تھا، بڑا ہی رقت آمیز منظر تھا جب شرمین رحیم شاہ کے سینے سے لگی سسکتی ہوئی بابا جان کی گردان کیے جا رہی تھیں۔ ان کی ہر پکار میں کتنی تڑپ تھی، گھر کا ہر فرد محسوس کر رہا تھا۔ شاہ بیگم نے آگے بڑھ کر روحیل آفندی کا ماتھا چومتے ہوئے ہزاروں دعائیں دے ڈالیں۔ وہ ان کی ہیرے جیسی بیٹی کا صحیح معنوں میں قدردان تھا۔ شاہ ولا کی اصلی رونق لوٹ آئی تھی۔ شرمین کے آنے کی خبر ارسلان شاہ کو بھی مل چکی تھی...... وہ دوسرے ہی دن اس سے معافی مانگنے چلا آیا۔

"میں اس بات پر حیران ضرور تھی ارسلان شاہ کہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا پر تمہیں قصوروار کبھی نہ سمجھا، تم تو دراصل مجھے روحیل جیسے فرشتہ صفت انسان سے ملانے کا ذریعہ بنے تھے جانتے ہو ارسلان شاہ اس شخص کے ساتھ پر میں رب کریم کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے، پر تمہیں اگر سکون ملتا ہے میرے کہنے سے تو میں کہے دیتی ہوں کہ میں نے تمہیں معاف کیا۔ بابا جان آپ بھی ارسلان کو معاف کردیں۔" جس محبت سے اللہ نے مشکلوں سے نکال کر اسے مہربان ہاتھوں تک پہنچایا اور آج پھر برسوں بعد اپنوں سے واپس ملوایا۔ انہیں اب زندگی سے کوئی شکوہ باقی نہ رہا۔ رحیم شاہ نے شرمین کی سفارش پر ارسلان شاہ کو معاف کرتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ ویسے بھی وہ شخص اپنے کیے کی سزا بھگت رہا تھا۔

●......☾......●

چاندرات کی رونقیں ہر سو پھیلی ہوئی تھیں۔ خوشیاں ہی خوشیاں چہار سو بکھری ہوئی تھیں۔ وہ سب شہر کے معروف مال میں چوڑیاں پہننے اور مہندی لگانے آئی ہوئی تھیں۔

"تو آپ چوڑیاں پہننے کا بھی شوق رکھتی ہیں۔" وہ سرخ و سیاہ ریشمی چوڑیاں ہاتھوں میں پہن رہی تھی تبھی عقب سے آتی آواز پر پلٹی۔ وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

"تو کیا آپ کے مغرب میں یہ شوق مرد حضرات رکھتے ہیں۔" وہ ایک ابرو چڑھائے تیکھے لہجے میں بولی۔

"ہاہاہا......" اس کے جواب پر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ اس پل وہ اسے مبہوت سا دیکھے گئی۔ سرمئی شلوار قمیص میں وہ کتنا وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کے ہنسنے سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟" وہ اسے یوں دیکھتا پا کر شرارت سے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں!"

"کیا ضرورت تھی اسے یوں دیکھنے کی، اب جانے کن کن خوش فہمیوں میں مبتلا ہوجائے گا یہ شخص۔" اپنے دل کو گھرکتے ہوئے وہ اس دکان سے آگے بڑھ گئی، ان سرخ و سیاہ چوڑیوں کو چھوڑ کر، وہ سمجھ گیا تھا کہ چوری پکڑے جانے پر وہ اب اس سے بھاگ رہی ہے، سو دکان دار سے چوڑیاں پیک کروا کر اس کی ادائیگی کر کے وہ اس کے پیچھے ہولیا۔

"آپ کی چوڑیاں......" خوب صورت پلاسٹک کے کیس میں بند چوڑیاں اس کے آگے کرتے ہوئے اس نے یاد دلایا۔

"اوہ! آپ نے خرید لیں۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"جی...... آپ کو اچھی لگی تھی ناں تبھی۔" وہ ہاتھ کی انگلیاں بالوں میں پھیرتا ہوا اسے گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔

"اف توبہ کتنا بولتی ہیں اس شخص کی آنکھیں۔" اس نے بامشکل اپنی نظروں کو اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے روکا اور اس کے ہاتھوں سے چوڑیاں لے لیں۔

"ویسے اگر میں آپ کو اچھا لگا ہوں تو کہہ دیں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ آپ کو مل جاؤں۔" وہ شرارت سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہتا سیدھا دل میں اتر رہا تھا۔

"جی......! کیا کہا آپ نے؟" اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا' اس پر جو اس کی سماعتوں نے سنا تھا۔

"اونہوں! جواب مل چکا' اب دوبارہ نہیں کہوں گا۔" دونوں ہاتھ پیچھے باندھے وہ اب اس کے قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا۔

"جواب کیسے آپ کو ملا...... میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں۔" وہ صاف انکاری ہوئی۔

"آپ نے نہیں کہا......" بابر کے قدم رکے تھے۔

"پھر......!" حدیقہ کے بھی رک گئے۔

"آپ کی آنکھوں نے دیا ہے جواب۔" وہ اس کی طرف مڑ کر اس کے تیکھے نقوش والے معصوم سے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہنے لگا۔ حدیقہ کی نظریں بے اختیار جھک گئیں۔

"آپ کو خبر ہی نہیں کہ آپ کی نظریں آپ کے دل کا حال بیان کرنے میں ماہر ہیں۔" وہ ذرا سا جھک کر مسکراہٹ دباتے ہوئے شرارت سے بولا تھا۔ حدیقہ کے چہرے پہ شرمگین مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ کے کمرے میں ایک گفٹ موجود ہے' میں نے آپ کے لیے اپنی پسند سے ایک لباس لیا تھا' خواہش ہے کہ کل نماز عید کے بعد آپ کو اس لباس میں دیکھوں۔" وہ کہتے ہوئے چند قدم الٹے چلا تھا۔ وہ اسے دیکھنے لگی' اب جب آنکھیں دل کا حال بیان کر چکیں تو اب دل میں چھپے اقرار کو چھپانے کا کیا فائدہ۔ اس کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اب پلٹ کر اپنی ماما کے پاس پہنچ کر ان کے کانوں میں کھسر پھسر کر رہا تھا۔ حدیقہ ہنستی ہوئی نازیہ کے پاس آ گئی۔ آج پہلی بار اسے بازار کی رونق اچھی لگ رہی تھی۔ یوں چوڑیاں پہننا اچھا لگ رہا تھا' مہندی لگوانا اچھا لگ رہا تھا' اور سب سے بڑھ کر یہ چاند رات بہت حسین لگ رہی تھی۔

◉......☾......◉

عید کی نماز ادا کر کے وہ لوگ گھر پہنچے ہی تھے کہ نازیہ

چکن

ایک چوزہ اپنی ماں سے پوچھ رہا تھا ماں جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام رکھا جاتا ہے' ہم لوگ ایسے کیوں نہیں کرتے۔

چوزے کی ماں بولی۔ "بیٹا اپنی برادری میں نام مرنے کے بعد رکھے جاتے ہیں جیسا کہ چکن تکہ' چکن چلی' چکن ملائی بوٹی' چکن کڑاہی' چکن کھڑا مصالحہ' چکن ہرا مصالحہ' چکن وائٹ کڑاہی' چکن سیخ بوٹی' چکن تندوری مصالحہ وغیرہ وغیرہ......!"

شمائلہ رفیق...... سمندری

ان سب سے عیدی مانگنے کھڑی ہوگئی۔

"ارے بابا' سانس تو لینے دو سب کو...... دروازے پر ہی عیدی عیدی کا شور مچا دیا تم نے۔" ناہید نے پیار سے ڈانٹا۔

"چچی جان اس کو چین نہیں ملے گا جب تک یہ ہماری جیب نہ ہلکی کروالیں۔" جنید نے ہنستے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ شگفتہ اور شرمین نے شیر خورمہ' شامی کباب اور خستہ پراٹھوں سے میز سجادی تھی۔ ٹھیک اسی وقت حدیقہ خوب صورت گلابی رنگ کی لانگ ٹیل فراک پہنے سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔ جہاں بابر کی آنکھیں حدیقہ کو دیکھ کر جگمگا اٹھیں' وہیں نازیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ اس ڈریس کو اچھی طرح پہچان چکی تھی۔ حدیقہ بابر کو نظر انداز کرتی خواتین کے ساتھ میز پر برتن رکھنے لگی۔

"آپ لوگوں نے مجھے اتنے عرصے تک ان محبتوں سے دور رکھا اب اس کا ازالہ بھی کرنا ہوگا۔" ناشتے کے بعد خوشیوں سے بھرپور محفل جمی تھی تبھی شرمین کے یوں کہنے پر سب چونک گئے۔

"کیسا ازالہ شرمین؟" شاہ بیگم کا یہ سوال وہاں سب کی آنکھوں سے بھی جھلک رہا تھا۔

شرمین نے اپنی انگلی سے ایک انتہائی خوب صورت انگوٹھی اتاری اور دھیرے سے چلتے ہوئے حدیقہ کی طرف

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑھیں اور اس کا ہاتھ تھام کر بولیں۔
"یہ کوہ نور میرے حوالے کرنا ہوگا۔" ان کی اس بات پر وہ سب خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوگئے۔ ناہید ان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولیں۔
"ٹھیک ہے پھر میری بیٹی آج سے تمہاری اور تمہارا بیٹا آج سے میرا۔" ناہید نے اپنائیت کے ساتھ انہیں گلے لگا لیا۔ حدیقہ کی نگاہیں مارے شرم کے اٹھ ہی نہیں پارہی تھیں۔ وہ جھکی نظروں کے باوجود بابر کی نگاہیں خود پہ محسوس کررہی تھی۔
"اچھا تو یہ پیاز سے حملہ کرنا اسی سلسلے کی کڑی تھی۔" ہمایوں نے شوخی سے کہا۔
"اور یہ پنک سوٹ بھی......" نازیہ بھی میدان میں اتری۔
"ان سب کو چھوڑو...... یار تو نے مجھے بھی نہیں بتایا۔" جنید نے ایک دھپ لگائی اور محفل کشت زعفران بن گئی۔

آج بڑے عرصے بعد شاہ بیگم اور رحیم شاہ پھولوں سے مہکتے باغیچے میں چہل قدمی کررہے تھے۔ عید کا خوشیوں سے بھرپور دن اب اختتام پذیر تھا۔
"شاہ بیگم آپ نے میرے گھر کو صحیح معنوں میں خوشیوں کا گہوارہ بناڈالا۔" رحیم شاہ نے تشکر آمیز نظروں سے اپنی باہمت، ہم سفر کو دیکھا۔
"شاہ صاحب اسے خوشیوں کا گہوارہ بنانے کے لیے بڑے جتن کیے میں نے، بڑی قربانیاں چھپی ہیں، بڑے دکھ پنہاں ہیں، اس گھر کے لوگوں کے دلوں میں، میں نے ایک دوسرے کے لیے محبتوں، وفاؤں کے بیج بوڈالے ہیں اور نئی نسل کو ایک مالا کی طرح پرودیا ہے، یہ گھر نہیں ہے شاہ صاحب، یہ میرا شہر محبت ہے، خوشیوں اور محبتوں سے بھرپور شہر محبت۔" شاہ بیگم جذب کے عالم میں سب کہتی چلی گئیں...... شاہ صاحب نے اپنا جھریوں سے بھرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ کر اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔ وہ دونوں اب بڑی محبت سے چاندنی روشنی میں گھرے اپنے شہر محبت کو دیکھ رہے تھے۔

ایک شہر محبت کا......!
مذکور ہے افسانہ......!
جہاں مل جل کر رہتے ہیں!
شمع اور پروانہ......!
جہاں دل مسکراتا ہے!
اور شب گنگناتی ہے......!
زندگی ہے تو بس الفت
ہوائیں یہ بتاتی ہیں
اشکوں بھرے بادل
یہاں چھا بھی جائیں تو
چمکیں بھی اور گرجیں بھی
غم برسا بھی جائیں تو......!
ذرا اسی دیر کو ہی بس
غم ٹکتا یہاں پر ہے
ہنسی کا پھول کھلتا ہے
اشک گرتا جہاں پر ہے
یہاں ہر آنکھ روشن ہے
ہر چہرے پہ رونق ہے
ہر شخص خوب صورت ہے
محبت ہی کی مورت ہے
ایک شہر محبت کا......!
مذکور ہے افسانہ......!!

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY